ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

17 تا 23 ذوالقعدہ 1447ھ / 5 تا 11 مئی 2026ء

اس شمارے میں

اُمتِ مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی...... مگر کیسے؟

...... عقیدۂ توحید کے عملی تقاضے

حج: فلسفہ، مقاصد اور عملی رہنمائی

زوالِ امت کے اسباب اور نشاۃ ثانیہ کا لائحہ عمل

رونا ہے یہ سارے گلستاں کا!

امن کے دشمن کا چہرہ......

دورِ فتن میں اتباعِ سنت کا حکم

دین کی غربت اور اجنبیت کے دور کو حدیثوں میں دورِ فتن بھی کہا گیا ہے، کیونکہ یہ انسان کے فکر و عمل کی آزمائش کا دور ہوتا ہے۔ اس میں ایسے زبردست فتنے اُبھرتے ہیں کہ بعض اوقات بڑے باہمت اور مخلص اشخاص بھی ان سے پوری طرح محفوظ نہیں رہ پاتے۔ یہ فتنے آندھی اور طوفان کی طرح اُٹھتے ہیں اور عقائد و اعمال کی عمارت کو متزلزل کر دیتے ہیں۔ اس اُمت پر بارہا دورِ فتن آئے اور اس کے دین و ایمان کو آزماتے رہے ہیں۔ آج بھی وہ ایک زبردست دورِ فتن سے گزر رہی ہے، جس میں الحاد و دہریت نے اس کے نظریات و افکار، اخلاق و عبادات، تہذیب و معاشرت اور تمدن و سیاست کو امتحان میں ڈال رکھا ہے۔ اس امتحان میں کامیابی کا طریقہ پہلے بھی یہی تھا اور آج بھی یہی ہے کہ انسان اس راستے پر مضبوطی سے جما رہے جس پر محمد عربی ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کے نقوشِ پا ثبت ہیں۔ آپؐ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا۔ اس میں آپؐ نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ تو تم اس وقت میری سنت اور صاحب رشد و ہدایت خلفاء کی سنت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم رکھنا، اس پر مضبوطی سے جمے رہنا اور اسے دانتوں سے پکڑ لینا اور (دین میں پیدا کی جانے والی) نئی باتوں سے دور رہنا کیونکہ (دین میں) نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

سید جلال الدین عمریؒ
معروف و منکر

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

قرآن کی محافل کو چھوڑ کر لہو ولعب میں پڑے رہنے والے بدقسمت

سُوْرَۃُ لُقْمٰن — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت: 6

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۶﴾

آیت ۶: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا ؕ﴾ ''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کھیل تماشے کی چیزیں خریدتے ہیں تا کہ گمراہ کریں (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے بغیر علم کے' اور اس کو ہنسی بنالیں۔''

یہاں خصوصی طور پر نضر بن حارث کے کردار کی طرف اشارہ ہے جو روسائے قریش میں سے تھا۔ دراصل نزولِ قرآن کے وقت عرب کے معاشرہ میں شعر و شاعری کا بہت چرچا تھا۔ ان کے عوام تک میں شعر کا ذوق پایا جاتا تھا اور اچھی شاعری اور اچھے شاعروں کی ہر کوئی قدر کرتا تھا۔ ایسے ماحول میں قرآن کریم جیسے کلام نے گویا اچانک کھلبلی مچادی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ اس کلام کے گرویدہ ہونے لگے تھے' اس کی فصاحت و بلاغت انہیں مسحور کیے دے رہی تھی۔ یہاں تک کہ جو شخص قرآن کو ایک بار سن لیتا وہ اسے بار بار سننا چاہتا۔ یہ صورتِ حال مشرکین کے لیے بہت تشویش ناک تھی۔ وہ ہر قیمت پر لوگوں کو اس کلام سے دور رکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ نضر بن حارث نے اپنے فہم کے مطابق اس کا حل یہ ڈھونڈا کہ وہ شام سے ناچ گانے والی ایک خوبصورت لونڈی خرید لایا اور اس کی مدد سے مکہ میں اس نے راتوں کو ناچ گانے کی محفلیں منعقد کرانا شروع کر دیں۔ بظاہر یہ ترکیب بہت کامیاب اور مؤثر تھی کہ لوگ ساری ساری رات ناچ گانے سے لطف اندوز ہوں' اس کے بعد دن کے بیشتر اوقات میں وہ سوتے رہیں اور اس طرح انہیں قرآن سننے یا اپنے اور اپنی زندگی کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے کی کبھی فرصت ہی میسر نہ آئے۔

یہاں ضمنی طور پر اس صورت حال کا تقابل آج کے اپنے معاشرے سے بھی کر لیں۔ مکہ میں تو ایک نضر بن حارث تھا جس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا' لیکن آج ہمارے ہاں سپورٹس میچز' میوزیکل کنسرٹس (concerts) اور بے ہودہ فلموں کی صورت میں لہو و لعب اور فحاشی و عریانی کا سیلاب بلا گھر گھر میں داخل ہو چکا ہے جو پورے معاشرے کو اپنی رو میں بہائے چلا جا رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج میڈیا کے سٹیج پر ابلیسیت کوئی بہروپ بدلنے کا تکلف" کیے بغیر اپنی اصل شکل میں برہنہ محوِ رقص ہے اور ہماری نئی نسل کے نوجوان بغیر کسی تردّد کے اپنی تمام ترجیحات کو بالائے طاق رکھ کر اس تماشا کو دیکھنے میں رات دن مگن ہیں۔

﴿اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۶﴾﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اہانت آمیز عذاب ہے۔''

درس حدیث

فضول خرچی سے بچو

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہم قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ یُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ اَوْ مَخِیْلَةٌ)) (سنن ابن ماجہ)

عمرو بن شعیب، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ کھاؤ پیو اور صدقہ خیرات کرو اور پہنو ہر وہ لباس جس میں اسراف و تکبر (فضول خرچی اور گھمنڈ) کی ملاوٹ نہ ہو۔''

تشریح: انسان اپنے مال کو فضول خرچی میں ضائع نہ کرے بلکہ کفایت شعاری اور احتیاط کے ساتھ خرچ کرے۔ خورد و نوش بھی کرے، اچھا لباس بھی پہنے، البتہ خیرات کر کے دوسروں کی مدد بھی کرے۔ گویا جس چیز سے خود کو بچانا ہے وہ فضول خرچی ہے یعنی مال وہاں خرچ کرے اور اُتنا خرچ کرے جتنی ضرورت ہے۔ گویا وسائل کو استعمال کرے، اُڑائے نہ!

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 ذوالقعدہ 1447ھ جلد 35
5 تا 11 مئی 2026ء شمارہ 17

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-(042) 35473375
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمت مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی... مگر کیسے؟

اگر موجودہ عالمی حالات کا باریک بینی اور گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دنیا ایک نہایت نازک، پیچیدہ اور فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے، جہاں طاقت کے توازن، نظریاتی کشمکش اور تہذیبی تصادم نے عالمی نظام کو غیر یقینی کی کیفیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایران اور امریکہ کے درمیان جاری مذاکرات اس وسیع تر عالمی کشمکش کا ایک اہم مظہر ہیں۔ موجودہ صورت حال یہ بتاتی ہے کہ بظاہر سفارتی سطح پر کشیدگی کم کرنے کی کوششیں جاری ہیں، مگر درحقیقت دونوں ممالک کے درمیان عدم اعتماد کی خلیج بدستور قائم ہے۔ امریکی پالیسی میں حالیہ یوٹرن اس بات کی علامت ہے کہ واشنگٹن اپنی سابقہ حکمتِ عملی کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ایک طرف امریکہ مذاکرات کے ذریعے ایران کو کسی معاہدے پر آمادہ کرنا چاہتا ہے، تو دوسری جانب وہ خطے میں اپنی عسکری موجودگی اور اسرائیل کی غیر مشروط حمایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہی تضاد امریکی خارجہ پالیسی کو غیر مستحکم اور غیر معتبر بنا رہا ہے۔ ایران اس تمام صورت حال کو محض سفارتی عمل نہیں بلکہ ایک ایسے دباؤ کے طور پر دیکھتا ہے جس کا مقصد اُس کی خود مختاری کو محدود کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تہران امریکی شرائط کو مستقل جنگ بندی اور امن معاہدے کے نام پر دراصل ''مکمل سرنڈر'' کے مترادف قرار دیتا ہے۔ ایران کے اس مؤقف کے پیچھے اس کا تاریخی تجربہ، علاقائی سیاست اور خود انحصاری کی پالیسی کارفرما ہے۔ بدقسمتی سے اس تناظر میں اسرائیل کا کردار نہایت اہم لیکن تشویشناک ہے۔ غزہ، مغربی کنارے اور لبنان پر مسلسل بمباری، اور خطے میں اس کی جارحانہ حکمتِ عملی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسرائیل محض دفاعی پوزیشن پر نہیں بلکہ ایک وسیع تر جغرافیائی اور نظریاتی ایجنڈے کے تحت آگے بڑھ رہا ہے۔ ''گریٹر اسرائیل'' کا تصور، جس کے تحت ایک وسیع تر یہودی ریاست کے قیام کا خواب دیکھا جاتا ہے، اب محض ایک نظریہ نہیں بلکہ عملی اقدامات کی صورت میں سامنے آ چکا ہے۔ اس پالیسی کے نتیجے میں نہ صرف فلسطینی عوام شدید انسانی بحران کا شکار ہیں بلکہ پورا مشرقِ وسطیٰ مستقل عدم استحکام کی کیفیت میں مبتلا ہو چکا ہے۔

عرب ممالک کا امریکہ پر بڑھتا ہوا عدم اعتماد بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ متحدہ عرب امارات، جو حال ہی میں OPEC اور +OPEC سے دستبردار ہو گیا ہے اور خطے میں اسرائیل کی پراکسی دکھائی دیتا ہے، کے سوا ماضی میں امریکہ کو اپنی سلامتی کا ضامن سمجھنے والے دیگر عرب ممالک اب اس نتیجے پر پہنچتے دکھائی دیتے ہیں کہ واشنگٹن اپنے بلکہ اس سے بڑھ کر اسرائیل کے مفادات کے تحفظ کے لیے کسی بھی وقت اپنے اتحادیوں کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متبادل سیکیورٹی انتظامات کی تلاش شروع ہو چکی ہے۔ بعض حلقوں میں پاکستان علاقائی سلامتی کے معاملات میں بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ رجحان ابھی ابتدائی سطح پر ہے اور اس کے اثرات مستقبل میں نہایت اہم بھی ہو سکتے ہیں، لیکن یہ اندیشہ بھی قابلِ غور ہے کہ امریکی صدر ٹرمپ اسرائیل کی ڈکٹیشن پر کسی وقت بھی پینترا بدل کر پاکستان پر نوازشوں اور ''اعتماد'' کو بھاڑ میں جھونک کر قالین ہی پاؤں تلے سے کھینچ سکتا ہے۔ دوسری طرف یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں بھی امریکہ پر اعتماد میں نمایاں کمی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ یوکرین جنگ، مشرقِ وسطیٰ کی صورت حال خصوصاً اسرائیل کی غیر مشروط تابعداری اور دیگر

عالمی تنازعات میں امریکی پالیسی کی غیر یقینی اور دوہرا معیار اس اعتماد کے زوال کا سبب بن رہے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے چین اور روس تیزی سے اپنی پوزیشن مضبوط کر رہے ہیں۔ چین اپنی معاشی قوت اور سفارتی حکمت عملی کے ذریعے عالمی سطح پر ایک متبادل قیادت فراہم کرنے کی پوزیشن میں ہے، جبکہ روس عسکری اور سیاسی سطح پر ایک مضبوط طاقت کے طور پر اُبھر رہا ہے۔ دوسری طرف بھارت، جو خود کو ایک اُبھرتی ہوئی عالمی طاقت کے طور پر پیش کر رہا تھا، موجودہ حالات میں سفارتی چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے۔ عالمی سطح پر اس کی خارجہ پالیسی میں تسلسل کی کمی اور بعض علاقائی تنازعات میں اس کے کردار نے اسے بڑی حد تک تنہائی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اس وقت بھارت کی عالمی ساکھ کو کوہِ ہمالیہ جیسے چیلنجز درپیش ہیں۔

ان تمام عوامل کے درمیان سب سے زیادہ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ اسرائیل کی جانب سے ایران پر ممکنہ دوبارہ حملے کی خبریں گردش کر رہی ہیں۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو نہ صرف موجودہ جنگ بندی ختم ہو سکتی ہے بلکہ ایک وسیع تر علاقائی جنگ کا آغاز ہو سکتا ہے، جو بآسانی عالمی تصادم کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ یہی وہ صورت حال ہے جس کے پیشِ نظر بعض مبصرین دنیا کو تیسری عالمی جنگ یا ''آرمیگیڈون'' کی طرف بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں۔

اسی پس منظر میں ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن پہلو یہ ہے جسے نظر انداز کرنا خودفریبی کے مترادف ہوگا، اور وہ ہے مسلم ممالک کا باہمی اتحاد۔ موجودہ حالات نے یہ حقیقت پوری طرح آشکار کر دی ہے کہ انفرادی سطح پر کوئی بھی مسلم ریاست عالمی طاقتوں کے دباؤ کا مؤثر مقابلہ نہیں کر سکتی۔ سیاسی اختلافات، مسلکی تقسیم، علاقائی رقابتیں اور وقتی مفادات نے اُمتِ مسلمہ کو اس حد تک منتشر کر دیا ہے کہ وہ ایک واضح اور مشترکہ حکمتِ عملی اختیار کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ اگر مسلم ممالک اپنی عسکری، معاشی اور سفارتی قوتوں کو یکجا کر لیں تو وہ نہ صرف اپنے دفاع کو مضبوط بنا سکتے ہیں بلکہ چین اور روس سے معاشی اور عسکری و دفاعی معاہدوں کے ذریعے عالمی سطح پر ایک باوقار اور خودمختار بلاک کے طور پر اُبھر سکتے ہیں۔ توانائی کے وسائل، جغرافیائی اہمیت، افرادی و عسکری قوت اور نظریاتی ہم آہنگی یہ سب ایسے عناصر ہیں جو اگر یکجا ہو جائیں تو ایک ناقابلِ تسخیر قوت تشکیل دے سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہی عناصر اس وقت منتشر اور غیر مؤثر حالت میں موجود ہیں۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلم ممالک کی قیادتیں ذاتی اور علاقائی مفادات سے بالاتر ہو کر ایک وسیع تر اجتماعی ویژن اختیار کریں۔ مشترکہ دفاعی و عسکری معاہدے، اقتصادی تعاون، اور ایک متحدہ سفارتی محاذ وہ بنیادی اقدامات ہیں جن کے بغیر موجودہ چیلنجز کا مقابلہ ممکن نہیں۔ یہ اتحاد محض ایک سیاسی ضرورت نہیں بلکہ عالمِ اسلام کی بقا کا تقاضا بن چکا ہے۔

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی فکر کے مطابق، موجودہ عالمی نظام دراصل ایک ایسے تصادم کی طرف بڑھ رہا ہے جس کی بنیاد محض جغرافیائی یا سیاسی اور محض وسائل پر قبضہ کا نہیں بلکہ تہذیبی اور اُس سے بڑھ کر نظریاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب اپنی انتہا سے گزر کر اب پاتال کی طرف بڑھ رہی ہے اور اب اس کے زوال کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ ایک طرف مادیت پر مبنی مغربی نظام ہے، جبکہ دوسری طرف مختلف تہذیبی اور نظریاتی قوتیں اپنے اپنے تصورات کے ساتھ میدان میں موجود ہیں۔ نتیجتاً، دنیا ایک ایسے دور میں داخل ہو چکی ہے جہاں غیر یقینی، کشیدگی اور تصادم کے امکانات بڑھتے جا رہے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے اصل مشن، یعنی اقامتِ دین کی جدوجہد، کو قرآن و سنت کی روشنی میں دانتوں سے پکڑ لیں تو وہ نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کر سکتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر ایک مثبت کردار بھی ادا کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کا تجزیہ قرآن اور مستقبل کے حوالے سے احادیثِ مبارکہ میں موجود خبروں کے تناظر میں ہوتا تھا۔ اس تمام صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو یہ محض سیاسی یا عسکری کشمکش نہیں بلکہ ایک بڑے فتنہ انگیز دور کی تمہید معلوم ہوتی ہے۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں جس ''الملحمۃ العظمیٰ'' کا ذکر آیا ہے، اسے ایک عظیم عالمی جنگ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو قیامت سے قبل وقوع پذیر ہوگی۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں فتنوں کے ایک طویل سلسلے اور دجال کے خروج کو بھی ایسے ہی حالات سے جوڑا گیا ہے۔ یہ پیش گوئیاں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ دنیا ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو سکتی ہے جہاں حق و باطل کا فیصلہ کن معرکہ برپا ہوگا۔ اگرچہ یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ دنیا یقینی طور پر تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے، تاہم موجودہ حالات اس امکان کو یکسر رد بھی نہیں کرتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے، ان کے اسباب کو سمجھا جائے، اور مستقبل کے لیے مؤثر حکمت عملی تیار کی جائے۔

ہمارے نزدیک یہ وقت محض خوف یا مایوسی کا نہیں بلکہ خود احتسابی، اصلاح اور بیداری کا ہے۔ اگر امتِ مسلمہ اپنے فکری، اخلاقی اور عملی پہلوؤں کو مضبوط کر لے تو وہ نہ صرف ان چیلنجز کا مقابلہ کر سکتی ہے بلکہ ایک بہتر اور عادلانہ عالمی نظام کے قیام میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ مزید برآں، اس نازک مرحلے پر مسلمانوں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ محض جذباتی ردِعمل سے آگے بڑھ کر ایک ہمہ گیر اور منظم اجتماعی حکمتِ عملی اختیار کریں، جس کی بنیاد سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری اتحاد پر ہو۔ سیاسی سطح پر باہمی رقابتوں اور بیرونی اثرات سے نجات حاصل کر کے ایک مشترکہ پالیسی فریم ورک تشکیل دینا ہوگا؛ معاشی میدان میں وسائل کی منصفانہ تقسیم، باہمی تجارت کے فروغ اور سودی نظام سے تدریجی خلاصی کے ذریعے ایک مضبوط اقتصادی بلاک قائم کرنا ہوگا؛ معاشرتی سطح پر مغرب کی تعفن زدہ تہذیب کو ٹھوکر مارنے کے ساتھ فرقہ واریت، نسلی تعصبات اور لسانی تقسیم کو ختم کر کے اخوتِ اسلامی کو عملی صورت دینا ہوگی؛ جبکہ عسکری میدان میں مشترکہ دفاعی ڈھانچے اور انٹیلی جنس تعاون کو فروغ دے کر اجتماعی سلامتی کو یقینی بنانا ہوگا۔ تاہم ان تمام کوششوں کی اصل روح اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک اجتماعی سطح پر اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی کے قیام کو ہدف نہ بنایا جائے۔ ایک ایسے (اسلام کے) نظامِ عدلِ اجتماعی کا قیام جو عدل، امانت، شفافیت اور جوابدہی پر مبنی ہو اور جس میں فرد اور ریاست دونوں اللہ کی حاکمیت کے تابع ہوں۔ یہی وہ جامع راستہ ہے جو نہ صرف امتِ مسلمہ کو داخلی استحکام فراہم کر سکتا ہے بلکہ اسے عالمی سطح پر ایک باوقار، خودمختار اور مؤثر قوت کے طور پر اُبھار سکتا ہے۔

انفرادی اور اجتماعی سطح پر عقیدۂ توحید کے عملی تقاضے

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 24 اپریل 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الشوریٰ کی آیت 15 کا مطالعہ کریں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے 10 احکامات کی صورت میں توحید کے عملی تقاضے اہلِ ایمان کے سامنے رکھے ہیں۔ اس سورۃ مبارکہ سے قبل تین سورتوں (سورۃ زمر، سورۃ مومن، سورۃ حم السجدہ) میں بھی جہاں توحید اور آخرت کے عقائد بیان ہوئے ہیں، سابق قوموں کے حالات اور واقعات سبق کے لیے بیان کیا گیا ہے، پیغمبروں کی دعوت اور کفار کے انکار کا احوال بیان ہوا ہے وہاں توحید کے عملی تقاضے بھی بیان ہوئے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الزمر کی آیت نمبر 3 میں فرمایا:

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ﴾ ''آگاہ ہو جاؤ کہ اطاعتِ خالص اللہ ہی کا حق ہے۔''

یعنی توحید کا عملی تقاضا یہ ہے کہ ترجیحات میں ٹاپ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت رہے، باقی سارے معاملات اس کے تابع رہیں۔ اسی طرح سورہ مومن کی آیت 60 میں فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ﴾

''اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

یعنی توحید کا عملی تقاضا یہ بھی ہے کہ صرف اللہ کو ہی پکارا جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے۔ نفع و نقصان کا اختیار رکھنے والا صرف وہی ہے۔ یعنی توحید کو بطور عقیدہ مان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے کچھ عملی تقاضے بھی ہیں، جن کے مطابق ہمیں اپنی زندگی گزارنی ہوگی۔ عقیدۂ توحید کی جھلک ہمارے شب و روز کے معمولات میں بھی نظر آنی چاہیے۔ آج ہمارے معاشرے میں عقیدہ پر بھی خوب بحث ہوتی ہے، ایک دوسرے کو مشرک اور کافر تک کے فتوے لگائے جاتے ہیں لیکن عملی طور پر عقائد کی جھلک ہمارے کردار و عمل میں نظر نہیں آتی۔ اگر ہم عقیدۂ توحید کو مانتے ہیں تو پھر اس عقیدے کے نتیجے میں فرد کی زندگی میں بھی تبدیلی پیدا ہو، گھر اور معاشرے میں بھی تبدیلی آئے، نظام میں بھی تبدیلی نظر آئے۔ فرد سے آگے بڑھ کر اجتماعی سطح پر بھی توحید کے کچھ تقاضے ہیں۔ جیسا کہ سورہ حم السجدہ میں فرمایا: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ (آیت 33) ''اور اُس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف''

مرتب: ابو ابراہیم

جس نے اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا، اس سے بہتر عمل کس کا ہوگا۔ یعنی انفرادی سطح پر توحید کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا ہی کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دینی ہے۔ گویا انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک ایک انقلاب برپا ہو جائے تو تب ہی عقیدۂ توحید کے تقاضے پورے ہوں گے۔ ان تین سورتوں میں توحید کے عملی تقاضے بیان کرنے کے بعد سورۃ الشوریٰ میں ان تقاضوں کا نکتۂ عروج بیان ہوا ہے۔ فرمایا:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ﴾ (آیت:13)

''(اے مسلمانو!) اللہ نے تمہارے لیے دین میں وہی کچھ مقرر کیا ہے جس کی وصیت اُس نے نوحؑ کو کی تھی اور جس کی وحی ہم نے (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف کی ہے اور جس کی وصیت ہم نے کی تھی ابراہیمؑ کو اور موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو کہ قائم کرو دین کو۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے پانچ جلیل القدر رسولوں کا نام لے کر فرمایا کہ جو حکم اُن کو دیا گیا تھا وہی تم اہل ایمان کو بھی دیا جا رہا ہے کہ کہ دین کو عملی طور پر قائم اور نافذ کرو۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ﴾ ''اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

یہ توحید کے عملی تقاضے ہیں کہ 1۔ زندگی کا ہر لمحہ اور ہر گوشہ اللہ کی اطاعت میں گزارو، 2۔ اللہ پر ہی توکل کرو اور اسی سے مانگو، 3۔ دوسروں کو بھی اللہ اور اس کے دین کی طرف بلاؤ، 4۔ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک فرد کی انفرادی زندگی سے لے کر نظام کی سطح تک توحید کے عملی تقاضوں کا نفاذ دیکھنا چاہتا ہے لیکن آج ہم اس قدر زوال آمادہ ہو چکے ہیں کہ دین کا یہ جامع، وسیع اور انقلابی تصور ذہنوں سے نکل چکا ہے۔ آج اگر کوئی اس کی بات کرے کہ دین اپنا غلبہ و نفاذ چاہتا ہے، اس کی جدوجہد ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جناب یہ تو دیوانگی کی باتیں ہیں، یہ ریڈیکل اور پولیٹیکل اسلام ہے، یہ ایکسٹریم ازم ہے وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ قرآن مجید کی یہ سورتیں عقیدۂ توحید کے عملی نفاذ کا تقاضا کرتی ہیں۔ اسی تناظر میں اب سورۃ الشوریٰ کی آیت 15 میں دس اہم احکامات آرہے ہیں:

پہلا حکم: نفاذ دین کی دعوت

آغاز میں فرمایا: ﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ﴾ ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ اسی کی دعوت دیتے رہیے''

ایک رائے یہی ہے کہ آیت نمبر 13 میں دین کو قائم کرنے کا جو حکم آیا اُسی کی دعوت دیتے رہنا ہے۔ اُسی کی دعوت حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام سمیت تمام

پیغمبروں نے دی تھی اور اسی بات کی دعوت آپ ﷺ نے بھی دی کہ اللہ کے دین کو قائم کرو۔ ختم نبوت کے بعد اب یہ ذمہ داری اس اُمت کے کندھوں پر ہے۔ آج صہیونی گریٹر اسرائیل کی بات کر رہا ہے، کوئی ورلڈ آرڈر کی بات کر رہا ہے، کوئی اکھنڈ بھارت کی بات کر رہا ہے لیکن اللہ چاہتا ہے کہ اُس کا نظام پوری دنیا پر قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں تین مقامات پر فرماتا ہے:

﴿اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ (یوسف:40)

''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔''

اس کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس کائنات کا حاکم بھی وہی ہے، اسی کا حق ہے کہ زمین پر اس کا حکم نافذ ہو، اسی کا نظام قائم ہو۔ تمام پیغمبروںؑ نے اسی بات کی دعوت دی اور ختم نبوت کے بعد اللہ کے نظام کو قائم کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ یہ حکم ہمارے لیے ہے کہ دین کے نفاذ کی جدوجہد کریں، دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ مسلمانوں کی عظیم اکثریت اس فریضہ کو بھول چکی ہے، اُسے دوبارہ یاد دلائیں۔ اکثریت کا خیال ہے کہ بس کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو جنت پکی ہوگئی۔ بعض کے نزدیک پنج وقتہ نماز ادا کر لی، روزے رکھ لیے تو دین کے تقاضے پورے ہو گئے۔ اس سے آگے تو عظیم اکثریت سوچتی نہیں ہے۔ لہٰذا عقیدۂ توحید کا عملی تقاضا یہ ہے کہ ہم خود بھی اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزاریں، اللہ کے احکامات کے نفاذ کی جدوجہد کریں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں۔

پاکستان اسی مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں اللہ کے دین کو ہم قائم و نافذ کریں گے۔ قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے فرمودات اور نظریات بالکل واضح ہیں۔ اگر فلمیں، ڈرامے، ناچ گانا، سود کا دھندہ، رشوت خوری وغیرہ ہی جاری رکھنا تھا تو اس کے مواقع بھارت میں بھی موجود تھے۔ پھر کیوں لکیر کھینچی گئی، کیوں اتنی جانوں کے نذرانے پیش کیے گئے، لاکھوں لوگوں نے گھر بار چھوڑ کر کیوں ہجرت کی۔ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کے نعرے کیوں لگائے؟ آج ہم اس مقصد کو بھول چکے ہیں جس کے لیے ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دی تھیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس مقصد کو پورا کریں اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔

دوسرا حکم: استقامت

فرمایا: ﴿وَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ ۚ﴾ ''اور جمے رہیے جیسا کہ آپؐ کو حکم دیا گیا ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر استقامت کا مظاہرہ کس نے کیا ہوگا؟ اللہ نے اوّلین وحی میں ہی یہ بھی فرمایا تھا:

﴿قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝۲﴾ (المزمل)

''آپؐ کھڑے رہا کریں رات کو (نماز میں) سوائے اس کے تھوڑے سے حصے کے۔''

اللہ نے آپ ﷺ کو قیام اللیل کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے ساری زندگی تہجد کا اہتمام کیا۔ پھر سورۃ المدثر میں حکم دیا گیا:

﴿قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝۳﴾ (المدثر) ''آپؐ اُٹھیے اور (لوگوں کو) خبردار کیجیے۔ اور اپنے رب کو بڑا کرو!''

آپ ﷺ 23 برس تک اس مشن کے لیے کھڑے رہے۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ جتنا مجھے اللہ کی راہ میں ستایا گیا ہے اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہونے میں استقامت کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم کیا۔ سورۃ حم السجدہ میں فرمایا:

''بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے اُن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ آپ لوگ ڈرو نہیں اور غمگین نہ ہو اور خوشیاں مناؤ اُس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔'' (آیت:30)

اہلِ ایمان کے لیے استقامت کا نمونہ بھی آپ ﷺ کی سیرت میں ہی ملے گا۔ فرمایا:

﴿لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21) ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے''

حضرت فاطمۃ الزہراؓ فرماتی ہیں کہ جب تمہیں مشکلات اور مصائب پریشان کریں تو رسول اللہ ﷺ کی مشکلات کو یاد کرو۔ آج ہماری کیا پریشانیاں ہیں: جدید ترین آئی فون نہیں ہے، بچے 20 ہزار روپے فیس والے سکول میں پڑھ رہے ہیں، 50 ہزار روپے فیس والے سکول میں نہیں پڑھ رہے، 50 لاکھ کا فلیٹ ہے، 10 کروڑ کا بنگلہ نہیں ہے، شادی پر 50 لاکھ ہی خرچ کر سکے، ایک کروڑ خرچ کرنے کی استطاعت نہیں تھی وغیرہ۔ ذرا رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کی مشکلات بھی دیکھیے۔ کئی کئی ماہ چولہا نہیں جلتا تھا، جنگ خندق کے موقع پر پیٹ پر پتھر باندھ کر مشقت میں مصروف تھے، طائف کی گلیوں میں اور اُحد کے میدان میں آپ ﷺ کا خون بہا ہے۔ خانہ کعبہ کے پاس حالت سجدہ میں تھے کہ آپ ﷺ پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی گئی۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: میں رو رہا تھا، ہم کچھ کر نہیں سکتے تھے، فاطمۃ الزہراؓ نے آ کر آپ ﷺ کی پشت سے اوجھڑی کو ہٹایا۔ جامع ترمذی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے داڑھی کے بالوں میں سفیدی آ گئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی حضور آپ ﷺ پر بڑھاپا آ گیا۔ فرمایا: نہیں بلکہ سورۃ ھود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو سورہ ھود اور اس جیسی سورتوں میں استقامت کے تقاضے ہی بیان ہوئے ہیں۔ گویا آپ ﷺ نے اللہ کی راہ میں اس قدر استقامت کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کے بعد یہ حکم مسلمانوں کے لیے ہے کہ اللہ کے دین کی دعوت اور اس کے قیام کی جدوجہد میں استقامت کا مظاہرہ کریں۔ آج ہم غور کریں کہ دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد کے لیے کتنا وقت نکال رہے ہیں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے اہم دینی فریضہ کو کس حد تک ادا کر رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں اگر مخالفت اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے تو کتنی استقامت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ مکی سورتوں میں اسی بات کی تلقین کی گئی:

﴿وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ﴾ (المزمل:10)

''اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجیے۔''

﴿وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (النحل:127)

''اور (اے نبی ﷺ!) آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر تو اللہ ہی کے سہارے پر ہے۔''

﴿فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف:35) ''تو (اے محمد ﷺ!) آپ بھی صبر کیجیے جیسے اولوالعزم رسولؑ صبر کرتے رہے ہیں۔''

﴿اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝۶﴾ (الانشراح)

''یقیناً مشکل ہی کے ساتھ آسانی ہے۔''

﴿وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا ۝۱۰﴾ (المزمل) ''اور ان کو چھوڑ دیجیے بڑی خوبصورتی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے۔''

ان تجربات و احساسات سے تو بندہ تب گزرے گا جب دعوتِ دین اور اقامتِ دین کی جدوجہد کرے گا۔ اللہ کے کلمے کی سربلندی کی بات کی جائے گی، منکر کے خلاف کھڑے ہوں گے اور باطل کو باطل کہیں گے۔ تب مخالفتیں بھی ہوں گی اور استقامت کا موقع بھی آئے گا۔

تیسرا حکم: کفار کی خواہشات کی پیروی نہ کرو:

آگے فرمایا: ﴿وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ﴾

''اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے۔''

یہ خطاب اللہ کے رسول ﷺ سے ہے مگر تعلیم اُمت کے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے تو استقامت کا حق ادا کیا، لہٰذا آپ ﷺ کی زندگی میں ایسا موقع آیا ہی نہیں کہ کفار کی خواہشات کے مطابق سمجھوتہ کرنا پڑے۔ مکہ مکرمہ میں حالانکہ کفار نے بہت بڑی بڑی پیش کشیں آپ ﷺ کو کی تھیں کہ آپؐ کو مال و دولت دیں گے، حسین عورتوں سے نکاح کروا دیں گے، بادشاہت چاہتے ہیں تو آپؐ کو بادشاہ بنا دیں گے۔ یہ بھی پیش کش آئی کہ ایک سال آپؐ ہمارے معبودوں کی پرستش کریں اور ایک سال ہم آپؐ کے اللہ کی پرستش کرلیں گے۔ سورۃ القلم میں فرمایا:

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ⑨﴾ ''وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ذرا ڈھیلے پڑیں تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔''

لیکن آپ ﷺ نے اللہ کا حکم سنا دیا:

﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ⑥﴾ (الکافرون) ''اب تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔''

آج ہم دنیا والوں کے چند جملوں کی خاطر کمپرومائز کر جاتے کہ اپنی بیٹیوں کو پردہ کراؤ گے تو رشتے کیسے ہوں گے۔ دوسرا نکاح کرو گے تو تمہاری بچیوں کے نکاح نہیں ہوسکیں گے۔ رشوت نہیں لو گے تو معاشرے کے چلن کے ساتھ کیسے چلو گے، عورت کو اشتہار نہیں بناؤ گے تو پروڈکٹس کیسے فروخت ہوں گی، اناللہ وانا الیہ راجعون!

آج ہمارا ایمان اور یقین کہاں چلا گیا ہے؟ کیا اللہ ہمارا رب اور رازق نہیں ہے۔ اسی طرح اجتماعی سطح پر دیکھ لیں کفریہ طاقتوں کو، باطل قوتوں کو خوش کرنے کے لیے خلاف شریعت قانون سازیاں ہو رہی ہیں۔ باطل قوتوں کے فنڈز پر چلنے والی این جی اوز بل کا ڈرافٹ تیار کر کے ممبران اسمبلی کے ذریعے قانون سازیاں کرواتی ہیں۔ ذرا غور کیجیے! آج ہم کفار کی خواہشات کی پیروی میں کتنا آگے نکل گئے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف صاف بتا دیا: ﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ﴾ (البقرہ: 120) ''اور (اے نبی ﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔''

یہ ڈو مور کا تقاضا کرتے رہیں گے جب تک کہ مسلمان اللہ کے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں شامل نہ ہو جائیں۔ اسی لیے اللہ کا حکم ہے کہ کفار و مشرکین کی خواہشات کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ راضی نہیں ہوں گے جب تک تم سے تمہارا دین اور ایمان چھین نہ لیں۔

چوتھا حکم: اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا

فرمایا: ﴿وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ﴾ ''اور آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے۔''

ہمارا ایمان تو اُن تمام کتابوں پر ہے جو اللہ نے نازل فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن کے آغاز میں ہی فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ﴾ (البقرۃ: 4) ''اور جو ایمان رکھتے ہیں اُس پر بھی جو (اے نبی ﷺ) آپؐ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور اُس پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپؐ سے پہلے نازل کیا گیا۔''

پہلی آسمانی کتابوں میں وقت کے ساتھ ساتھ تحریف ہو چکی ہے لیکن جو اللہ نے نازل فرمایا اس پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے تمام پیغمبروںؑ پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اگر ہم عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانیں تو مسلمان نہیں ہوسکتے، موسیٰ علیہ السلام کو نہ مانیں تو مسلمان نہیں ہوسکتے۔ تورات اور انجیل جو اللہ نے نازل فرمائیں اُن پر ایمان نہ لائیں تو مسلمان نہیں ہوسکتے۔ تاہم ایک علمی نکتہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید ہے، اس لیے دعوت دین اس قرآن کے ذریعے دی جائے گی۔ قرآن کے ذریعے ہی ایمان کی آبیاری ہوگی، قرآن ہی اس دور کے تقاضوں کے مطابق انقلابی دعوت دیتا ہے اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نظامِ عدلِ اجتماعی کا مکمل منشور پیش کرتا ہے۔ اس پر پہلے کلام ہو چکا کہ بحیثیت مسلمان ہمارا فریضہ صرف دعوت دین تک محدود نہیں ہے بلکہ دین کے عملی نفاذ کی جدوجہد بھی ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے۔

پانچواں حکم: عدل کو قائم کرو

فرمایا: ﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ﴾ ''اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔''

آپ ﷺ نے (معاذ اللہ) صرف عدل کی زبانی باتیں نہیں کیں بلکہ عملی طور پر عدل کا نظام قائم کر کے بھی دکھایا۔ عدل کے بھی کئی تقاضے ہیں۔ مثلاً حق کو حق اور باطل کو باطل کہنا۔ غلط کو غلط کہنا چاہیے کوئی اپنا ہی غلط کیوں نہ ہو اور صحیح کو صحیح کہنا چاہیے خواہ کوئی غیر ہی کیوں نہ کرے۔ قرآن مجید میں اہل کتاب کے نیک لوگوں کی صفات بھی بیان ہوئی ہیں۔ قانون امیر و غریب سب کے لیے برابر ہو۔ مشہور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر بالفرض میری بیٹی فاطمۃ الزہراؓ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ عدل کا تقاضا یہ بھی ہے کہ فیصلے شریعت کے مطابق ہوں۔ انسان کے بنائے ہوئے قانون عدل غیر جانبداری کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتے۔ صدیق اکبرؓ جب خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپؓ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا ہر طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق لے کر حقدار کو نہ دے دوں اور تمہارا ہر کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق طاقتور سے نہ دلا دوں۔ عدل کے قیام کا یہ حکم اللہ کے رسول ﷺ کے بعد تمام مسلمانوں سے بھی ہے۔ لیکن کیا آج ہمارے معاشرے میں عدل قائم ہے؟ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ جنگل کا قانون ہے، جس کے پاس جتنی طاقت اور جتنا اختیار ہے وہ اتنا ہی کمزور اور غریب پر ظلم کر رہا ہے اور اس کا حق چھین رہا ہے۔ ذرا پیسے آجائیں تو دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے، اتھارٹی مل جائے تو (معاذ اللہ) خدائی کے دعوے کرنا شروع ہو جاتے ہیں، فرعونیت والے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ عدل نہیں بلکہ ظلم ہے اور اس ظلم پر خاموش رہنا بھی عدل کے تقاضوں کے منافی ہے۔ حالانکہ عدل کے قیام کے لیے تمام رسولوں کو بھیجا گیا جیسا کہ سورۃ الحدید میں فرمایا:

﴿لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (آیت: 25) ''تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

یہ تمام رسولوں کا مشن تھا۔ اسی مشن کی تکمیل کے لیے کتابیں نازل کی گئیں، معجزات عطا کیے گئے تاکہ انسانی معاشروں میں عدل و قسط قائم ہو۔ ختم نبوت کے بعد عدل کے اس نظام کو قائم کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ﴾ (النساء: 135) ''اے اہل ایمان، کھڑے ہو جاؤ پوری قوت کے ساتھ عدل کو قائم کرنے کے لیے اللہ کے گواہ بن کر۔''

چھٹا حکم: اللہ کو ہی اپنا رب مانو

فرمایا: ﴿اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ﴾ ''اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔''

یہاں مشرکین سے خطاب ہے۔ ہم سب اس اللہ

کی مخلوق ہیں، اس کے بندے ہیں، وہی ہم سب کا رب ہے۔ لہٰذا اُسی کی بندگی کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶﴾ (الذاریات) ''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

اسی بات کی دعوت قریش کو بھی دی گئی: ﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳﴾ (قریش) ''پس انہیں بندگی کرنی چاہیے اس گھر کے رب کی۔''

ہر رسولؑ نے یہی کہا: ﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ (الاعراف:65) ''اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو؟'' رب کی عبادت کوئی نیا مطالبہ ہرگز نہیں ہے۔ اللہ کو رب ماننا ہر انسان پر لازم ہے۔

ساتواں حکم: اپنے اعمال کو دیکھو

فرمایا: ﴿لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ﴾ ''ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔''

ہر بندہ اپنے اعمال کے لیے خود جوابدہ ہوگا۔ روزِ محشر کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ قرآن کریم میں 6 مرتبہ یہ موضوع آیا ہے۔ فرمایا: ﴿اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝۳۸﴾ (النجم) ''کہ نہیں اٹھائے گی کوئی جان کسی دوسری جان کے بوجھ کو۔''

دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝۹۵﴾ (سورۃ مریم) ''اور قیامت کے دن سب کے سب آنے والے ہیں اُس کے پاس اکیلے اکیلے۔''

جو کوئی کفر اور شرک پر ڈٹا ہوا ہے اُس کا وبال اُسی پر آئے گا اور اگر کوئی نیکی کا کام کرے گا تو اس کا فائدہ بھی اُسی کو پہنچے گا۔ لہٰذا ہر بندہ اپنے اعمال کو دیکھے اور اصلاح کی کوشش کرے۔

آٹھواں حکم: حجت بازی نہ کرو

فرمایا: ﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ﴾ ''ہمارے درمیان کسی حُجت بازی کی ضرورت نہیں۔''

یہاں بھی کفار سے خطاب ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے۔ اللہ کے دین کی دعوت تم تک پہنچانا ہمارا فرض ہے، منوانا ہمارا فرض نہیں ہے۔ فرمایا: ﴿فَذَكِّرْ ۟ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲﴾ (الغاشیہ) ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ یاد دہانی کراتے رہیے' آپ تو بس یاد دہانی کرانے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔''

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ﴾ (البقرہ:256) ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔''

اسی طرح پیغمبروں سے یہ کہلوایا گیا: ﴿وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۷﴾ (یٰسین) ''اور نہیں ہے ہم پر کوئی اور ذمہ داری سوائے (اللہ کا پیغام) صاف صاف پہنچا دینے کے۔''

انفرادی سطح پر گن پوائنٹ پر جبر کر کے کسی سے اسلام قبول نہیں کروایا جائے گا لیکن اجتماعی سطح پر اللہ اپنی حاکمیت کے سوا کسی کی حاکمیت قبول نہیں کرتا۔ اجتماعی سطح پر اگر ظالم اور جابر، سرکش طاغوتی قوتوں کے نمائندے فائز ہوں اور وہ اپنا قانون اور نظام چلانا چاہتے ہوں تو ان کے خلاف جنگ تک کرنے کا شریعت میں حکم ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے تاکہ عوام اگر اسلام قبول کرنا چاہیں تو ظالم اور جابر لوگ رکاوٹ نہ بن سکیں۔ قتال کا حکم اس لیے بھی آیا تاکہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لایا جائے۔ عام انسان کو بھی حقوق ملیں اور عدل و قسط قائم ہو۔

نواں حکم: روزِ حساب پر یقین رکھو

فرمایا: ﴿اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ﴾ ''اللہ ہمیں جمع کر دے گا۔''

اگر کفار اور مشرکین بھی اسلام قبول کر لیں تو وہ مسلمانوں کے برابر کے بھائی بن جائیں گے۔ نہیں مانتے تو دنیا تو عارضی ہے۔ روزِ محشر اللہ سب کو جمع کر دے گا۔ پھر فیصلے ہو جائیں گے۔

دسواں حکم: اللہ سے ملاقات کو اپنی حتمی منزل جانو

فرمایا: ﴿وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۵﴾ ''اور اُسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔''

توحید سے بات شروع ہوئی تھی، آخرت پر جا کر مکمل ہو رہی ہے۔ درمیان میں کتاب کا ذکر بھی آ گیا، رسالت کا ذکر بھی آ گیا۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا اصل ہدف اُخروی نجات ہونی چاہیے اور دلوں میں وسعت ہونی چاہیے۔ آج اگر کوئی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کر رہا تو اس کے ساتھ حجت بازی اور بحث نہ کریں۔ اسی طرح مختلف دینی اجتماعیتوں کے لیے بھی وسعت قلبی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی اپنے طریقے سے اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کر رہا ہے، کوئی انتخابات کو انقلاب کا ذریعہ سمجھ رہا ہے، کوئی کسی اور طریقے کو مناسب سمجھ رہا ہے تو وہ اس کا اور اللہ کا معاملہ ہے۔ آپ خلوص کے ساتھ دعوت دیں اور پھر اللہ پر چھوڑ دیں۔ اگر اس دنیا میں ہم اکٹھے نہیں ہوتے تو روزِ محشر اکٹھے ہو جائیں گے۔ جس طرح حج کے موقع پر دنیا کے ہر کونے اور ہر مسلک سے مسلمان جمع ہوتے ہیں اور سب ایک ہی تکبیر پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ))

لہٰذا ہماری اصل منزل اور نصب العین آخرت میں اللہ کا دیدار ہونا چاہیے۔ اللہ ہمیں اخلاص نیت کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالے۔ آمین! ❁❁

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ صاحب، پابند صوم وصلوٰۃ، عمر پچاس سال، گریڈ 18، تعلیم BSc-MA-M.Ed، کو عقد ثانی (بوجہ پہلی زوجہ کی بیماری) کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ عمر کی حد 35 تا 40 سال ہو علیحدہ رہائش ہوگی۔

برائے رابطہ: 0332-3784974

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فارمیسی (فائنل ائیر)، قد 5'.2" کے لیے دینی مزاج کے حامل اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرِروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0302-4622125

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ڈی اے ای الیکٹریکل، ذاتی کاروبار، کو عقد ثانی کے لیے (بوجہ اولاد کا نہ ہونا) دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0316-6020521

☆ کراچی میں رہائش پذیر نوجوان، عمر 28 سال، تعلیم MBA، برسرِروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل گریجویٹ، 22 تا 24 سال کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0335-3237265

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

حج: فلسفہ، مقاصد، اور عملی رہنمائی

ڈاکٹر شاہد الرحمن

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن حج کو قرار دیا ہے۔ یہ نہ صرف ایک جسمانی عبادت ہے بلکہ روحانی تطہیر، سماجی یگانگت، اور قربِ الٰہی حاصل کرنے کا ایک عظیم ذریعہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ سورۃ آل عمران میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ﴾ (آل عمران: 97) ''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔''

حج کے اس عظیم فریضہ کا مقصد صرف ظاہری عبادات تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا روحانی سفر ہے جو انسان کو اپنے رب سے قریب تر کرنے، نفس کی تطہیر کرنے، اور بندے کو اس کے حقیقی مقام پر پہنچانے کا وسیلہ بناتا ہے۔ حجاج کے لیے یہ سفر ایک نہایت اہم اور حساس سفر ہوتا ہے جس میں دنیاوی مشاغل اور غیر ضروری چیزوں سے چھٹکارا حاصل کر کے انسان اپنے رب کے ساتھ ایک نیا تعلق قائم کرتا ہے۔

حج کی روح اور فلسفہ

حج صرف چند ظاہری عبادات اور مناسک کا نام نہیں بلکہ یہ ایک روحانی اور قلبی سفر ہے۔ اس میں بندہ نہ صرف جسمانی مشقت برداشت کرتا ہے بلکہ دل و دماغ کی سطح پر بھی ایک نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) (صحیح بخاری) ''جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور دورانِ حج فحش گوئی اور گناہ سے بچا، وہ ایسے لوٹتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔''

یہ حدیث ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ حج کا اصل مقصد روحانی طہارت اور گناہوں سے پاکی ہے۔ حج کے دوران انسان اپنے تمام اعمال کا محاسبہ کرتا ہے، اپنے ماضی کی غلطیوں کو معاف کرنے کی دعا کرتا ہے اور اللہ سے ایک نیا عہد کرتا ہے کہ وہ آئندہ اپنی زندگی کو بہتر بنائے گا۔ حج کے فلسفے میں انسان کی روح کی تطہیر کا عمل شامل ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں انسان اپنے نیک اور بد اعمال کا جائزہ لیتا ہے اور اللہ کی رضا کی خاطر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ انسان اپنے نفس کی اصلاح کے لیے سخت جدوجہد کرتا ہے تاکہ وہ اللہ کی رضا کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔

احرام اور اس کا پیغام

احرام کے دو غیر سلے سفید کپڑے صرف ظاہری لباس نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک گہرا پیغام ہے۔ احرام انسان کو اس کی فطری حالت میں واپس لے آتا ہے اور اسے یہ یاد دلاتا ہے کہ سب انسان برابر ہیں، اس میں کسی کی دولت یا حیثیت کا کوئی فرق نہیں۔ یہ لباس قبر کی یاد دلاتا ہے اور فقیرانہ کیفیت انسان کو اللہ کے در کے فقیری کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ انسان دنیا کی تمام مادیات اور فانی چیزوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔ احرام کی حالت میں ہر انسان ایک ہی رنگ اور شکل میں ہوتا ہے، یہ ہمیں وحدتِ امت اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ جب انسان احرام باندھ کر یوں اللہ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے، تو وہ دراصل یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے آزاد ہو کر اللہ کے حکم کو تسلیم کرتا ہے اور اپنی ذات کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالتا ہے۔

لبیک کی صدائیں اور عملی تقاضے

لبیک اللّٰھم لبیک صرف نعرہ نہیں بلکہ ایک مستقل طرزِ زندگی کی بنیاد ہے۔ یہ اس عزم کا اظہار ہے کہ ہر مسلمان اللہ کی ہر پکار پر لبیک کہے گا۔ یہ نعرہ ہر حاجی کے دل میں ایک عزم پیدا کرتا ہے کہ وہ دین کے تمام فرائض میں سستی نہیں برتے گا، اور دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہے گا۔

حج کی روح میں یہ نعرہ انسان کو اپنے روزمرہ کے عمل میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ہر حاجی کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ لبیک کہنا صرف حج کے سفر میں ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اللہ کی رضا کی طلب کا مظاہرہ ہے۔ حاجی کو ہر وقت اپنے دل میں یہ نیت رکھنی چاہیے کہ وہ اللہ کے ہر حکم کو تسلیم کرے گا اور اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں دین کی پیروی کرے گا۔

طوافِ کعبہ: عشقِ الٰہی کا اظہار

طوافِ کعبہ کی حقیقت کو سمجھنا نہایت اہم ہے۔ یہ کوئی رسمی عمل نہیں بلکہ عشقِ الٰہی میں ڈوب کر خالص بندگی کا اظہار ہے۔ طواف کا آغاز اُس دن سے ہوتا ہے جب فرشتوں نے بیت المعمور کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسی طرز پر زمین پر خانہ کعبہ کو بنایا۔ اب انسان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جتنی بار چاہے، طواف کر سکتا ہے۔ حالانکہ فرشتوں کی باری ایک بار طواف کرنے کے بعد دوبارہ نہیں آتی۔ سبحان اللہ۔ اور انسان اَن گنت بار طواف، عمرہ اور حج کر سکتا ہے۔

طواف کا ہر چکر ایک نئی عبادت ہے، ہر قدم میں اللہ کی رضا کی تلاش ہے، اور ہر چکر میں دل کی گہرائیوں سے اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا ہے۔ طوافِ کعبہ، دراصل ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان کی محبت اور عقیدت اللہ کے ساتھ جڑتی ہے۔ ہر حاجی کے دل میں یہ دعا ہونی چاہیے کہ اللہ اسے اس عبادت کا مکمل فائدہ دے اور اسے اپنی رضا کی منزل تک پہنچائے۔

وقوفِ عرفہ: روزِ محشر کی جھلک

وقوفِ عرفہ حج کا رکنِ اعظم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَلْحَجُّ عَرَفَةُ)) ''حج عرفات کا نام ہے۔'' (جامع ترمذی)

یہ وہ دن ہے جب دنیا بھر کے لاکھوں مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہو کر اللہ کی رحمت اور مغفرت مانگتے ہیں۔ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے روزِ قیامت، جب سب انسان میدانِ حشر میں جمع ہوں گے اور ہر شخص اپنے اعمال کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ عرفات کا میدان ایک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آتا ہے، جہاں ہر شخص اپنی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ سے اپنی گناہ گاری پر معافی مانگتا ہے۔ عرفات میں قیام کا عمل انسان کی روح کو پختہ کرتا ہے اور اسے یہ سکھاتا ہے کہ وہ کس طرح اللہ کے دربار میں جھک کر اپنی عاجزی اور انکساری کو ظاہر کرے۔ یہ دن انسان کے لیے ایک بڑی آزمائش ہے، جہاں وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔

مزدلفہ: زندگی کی رات

مزدلفہ میں قیام ہمیں دنیا کی حقیقت سکھاتا ہے۔ یہاں انسان رات بھر اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے اور اپنی عبادات کی تکمیل کرتا ہے۔ یہ رات دنیا کی ایک مثال بن کر آتی ہے کیونکہ جیسے دنیا کی زندگی ایک رات جیسی ہے، ویسے ہی یہ قیام بھی انسان کو اپنی حقیقت کا ادراک دلاتا ہے۔ مزدلفہ میں تھوڑی سی نیند اور ذکر کا وقت ہوتا ہے، جو انسان کو اپنی زندگی کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے۔ مزدلفہ کی رات ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ دنیا کا آرام محض عارضی ہے اور آخرت کی فلاح کے لیے ہمیں عبادت، توبہ اور اللہ کی رضا کی تلاش میں لگنا ہوگا۔ یہاں انسان کو اپنی روح کی صفائی اور پاکیزگی کا موقع ملتا ہے، جس سے وہ اللہ کے قریب تر ہو جاتا ہے۔

رمیِ جمار: شیطان سے اعلانِ جنگ

شیطان پر کنکریاں مارنا صرف ایک رسمی عمل نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظریاتی اعلان ہے کہ انسان اب ہر قسم کے شیطانی وسوسوں اور خواہشات سے بے زار ہو چکا ہے۔ رمی جمار کا عمل انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی سے تمام برائیوں، گناہوں اور شیطانی اثرات کو نکالے گا۔ یہ عمل صرف پتھر مارنے کا نہیں بلکہ ایک گہری روحانی تبدیلی کا بھی اعلان ہے، جہاں انسان اپنی زندگی میں شیطان کے تمام اثرات سے آزاد ہو کر اللہ کی طرف راغب ہوتا ہے۔

قربانی: جذبۂ ابراہیمی کا اظہار

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ عمل جب انہوں نے اپنے بیٹے کو اللہ کے حکم پر قربان کرنے کا عہد کیا، وہ ایک عظیم قربانی کا پیغام ہے۔ قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا عمل نہیں ہے بلکہ یہ اس جذبے کا اظہار ہے کہ انسان اپنی زندگی کی ہر چیز، خواہشات اور مال و دولت کو اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار ہو۔ قربانی کے ذریعے انسان یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہے۔

جب حاجی اپنے بال منڈواتا ہے تو یہ ایک علامتی اعلان ہے کہ وہ دنیا کے فخر اور تکبر سے آزاد ہو چکا ہے اور اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر چکا ہے۔

مدینہ منورہ اور روضۂ رسول ﷺ: عشق، ادب اور تربیت کا مقام

مدینہ منورہ کا سفر کسی بھی مسلمان کے لیے ایک روحانی تجربہ ہوتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ہر مسلمان اپنے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اور ان کے طریقوں کی پیروی کا عہد کرتا ہے۔ مدینہ کی زیارت میں ہر مسلمان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اس سرزمین پر قدم رکھ رہا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کی زیادہ تر عبادت کی اور مسلمانوں کو دین کی روشنی عطا کی۔ یہاں کے مقدس مقامات پر آ کر انسان کو اپنی دنیا و آخرت کی فلاح کا راستہ نظر آتا ہے۔

مدینہ میں قیام کا اصل مقصد روحانیت میں اضافہ کرنا اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ روضہ رسول ﷺ کی زیارت انسان کے دل کو سکون اور تسلی دیتی ہے۔

درود و سلام کا فلسفہ

درود و سلام، نبی کریم ﷺ پر عقیدت، محبت اور ادب کا ایک عظیم اظہار ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس کے ذریعے مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں بھیجتے ہیں۔ درود و سلام کا فلسفہ اس بات پر مبنی ہے کہ انسان اپنے نبی ﷺ سے محبت کا اظہار کرتا ہے، اور اللہ کی رضا کی تلاش میں اپنے نبی کی پیروی کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی ہستی مسلمانوں کے لیے ایک رہنمائی کا مرکز ہے، اور درود و سلام بھی اسی رہنمائی کی طرف ایک قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝٥٦﴾

(الاحزاب) ”اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔“

درود و سلام انسان کے دل میں محبت اور عقیدت کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اور اس عمل کے ذریعے انسان اپنی روحانیت میں اضافہ کرتا ہے۔ جب مسلمان نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو وہ نہ صرف ان کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کے پیغامات اور تعلیمات کو اپنی زندگی میں اپنانے کا عہد کرتے ہیں۔ درود و سلام کے ذریعے، مسلمانوں کا دل اللہ کے ساتھ مزید قریب ہوتا ہے اور وہ نبی ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمل انسان کو ایمان کی سچائی اور محبت کی گہرائیوں میں لے جاتا ہے، اور نبی ﷺ کی شفاعت کی امید کو بھی بڑھاتا ہے۔

اس کے علاوہ، درود و سلام کا پڑھنا ایک عبادت بھی ہے جو انسان کے گناہوں کو معاف کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

اس لیے درود و سلام نہ صرف نبی ﷺ کی محبت کا اظہار ہے بلکہ یہ ایک روحانی عمل بھی ہے جو انسان کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ کے قرب کا سبب بنتا ہے۔

کیا کریں

☆ نیت خالص رکھیں: ہر عمل صرف اللہ کے لیے ہو۔

☆ علم حاصل کریں: حج کے مناسک، دعائیں، اور فقہی احکام سیکھیں۔

☆ دوسرے حجاج، خدام، اور مقامی افراد کا احترام کریں۔

☆ دعا اور ذکر میں وقت گزاریں: ہر لمحہ عبادت کا ہو۔

☆ نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلیں: ان کے طور طریقے اور مقاماتِ مقدسہ سے سبق حاصل کریں۔

کیا نہ کریں

☆ سیلفی، ویڈیوز اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔

☆ بازاروں اور شاپنگ میں نہ الجھیں: اصل مقصد ”جنت کی خریداری“ ہے۔

☆ بے صبری اور جھگڑے سے بچیں: حج صبر اور برداشت کا نام ہے۔

☆ احرام کی خلاف ورزی سے بچیں: فقہی رہنمائی سے فائدہ اٹھائیں۔

☆ سوشل میڈیا کی حد سے زیادہ مصروفیت حج کی روح کو ضائع کرتی ہے۔

اگر ہر حاجی حج کے ان مقاصد، روحانی پہلوؤں، اور عملی سبق کو اپنی زندگی میں اپنائے تو نہ صرف اس کی اپنی زندگی میں انقلاب آ سکتا ہے بلکہ وہ اپنے معاشرے میں بھی ایک بہترین مثال بن سکتا ہے۔ حج کے بعد اگر وہی گناہ، وہی سستی، وہی بے توجہی ہو تو سمجھیں کہ حج کا مقصد ضائع ہو گیا۔ اس لیے عازمینِ حج کو چاہیے کہ وہ اس موقع کو اپنی روحانی اور دنیاوی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کریں، اللہ کی رضا کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں، اور ایک نئی زندگی کا آغاز کریں۔

❁❁❁

زوالِ اُمت کے اسباب اور نشاۃ ثانیہ کا لائحہ عمل

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

انجمن خدام القرآن سندھ کے زیر اہتمام 32 ویں رجوع الی القرآن کورس کی تقریب تقسیم اسناد و انعامات میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے خطاب کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس کے خاص فضل سے آج ہم اس اہم پروگرام کا انعقاد کرنے کے قابل ہوئے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دو ادارے قائم کیے تھے۔ ایک انجمن خدام القرآن اور اس کے تحت مختلف شہروں میں قرآن اکیڈمیز جو کہ ہمارا ''برینڈ نام'' ہے، الحمدللہ۔ قرآن حکیم کا پڑھنا پڑھانا، سیکھنا سکھانا اور قرآن کی تعلیمات کو عام کرنا ان کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ دوسرا رجسٹرڈ ادارہ تنظیم اسلامی پاکستان ہے۔ اس کا مقصد اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد کرنا ہے کیونکہ اللہ کا دین اپنا غلبہ و نفاذ چاہتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اُمت کے زوال کے حوالے سے کتاب و سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا کہ اُمت کے زوال کے اسباب کیا ہیں اور اس زوال سے نکلنے کا لائحہ عمل کیا ہوگا۔ ایک بنیادی وجہ جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ اُمت نے قرآن کو فراموش کر دیا۔ قرآن کو فراموش کر دینے کی وجہ سے اُمت اُس نبوی مشن کو بھی بھول گئی جس کے لیے اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو بھیجا تھا اور جس کا قرآن میں تین بار حکم آیا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○﴾ (التوبہ:33، الفتح:28، الصف:9)

''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر، اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!''

اس آیت میں دو باتوں کا تذکرہ اور اس کے نتیجے کا بیان ہے۔ اسی آیت کی روشنی میں یہ بات بھی مزید واضح ہو جائے گی کہ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن قائم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب غارِ حرا میں پہلی وحی عطا ہوئی تو اس میں فرمایا گیا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ (العلق)

''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

یعنی قرآن کے نزول کے آغاز میں ہی یہ بتا دیا گیا کہ علم حاصل کیجیے مگر رب کے نام کے ساتھ۔ آج مسئلہ یہ ہے کہ دنیا جہاں کی ریسرچ ہو رہی ہے، علوم و فنون اور ٹیکنالوجی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی اور انسانی معاشروں کی تباہی بھی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ 8 سال قبل CIA کی ایک رپورٹ منظر عام پر آئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ دنیا کی 70 فیصد آبادی کم ترقی یافتہ ممالک میں ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں صرف 30 فیصد آبادی ہے، اس کے باوجود دنیا کے 70 فیصد جرائم 30 فیصد آبادی والے ترقی یافتہ ممالک میں ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز کی کمی رہ گئی ہے۔ دنیا میں فی کس آمدن کے لحاظ سے اسکینڈے نیوین ممالک سب سے آگے ہیں، یعنی وہ سب سے زیادہ خوشحال ہیں مگر سب سے زیادہ خودکشیاں بھی وہیں پر ہو رہی ہیں، سب سے زیادہ نفسیاتی مسائل کا شکار وہیں پر لوگ ہو رہے ہیں۔ آخر کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ وہ کمی کیا ہے؟ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ آج دنیا کے مسائل کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہماری مادی آنکھ تو کھلی ہے لیکن روحانی آنکھ بند ہے۔ یعنی دنیوی علوم و فنون میں تو بہت آگے نکل گئے لیکن وحی کی تعلیم کو فراموش کر دیا۔ اسی وجہ سے ہدایت سے دور ہو گئے۔ حالانکہ ابتدا میں جب آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا تھا تو اُسی وقت سے ہدایت یعنی وحی کی تعلیم کو لازم قرار دیا گیا تھا۔ فرمایا:

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ⑱﴾ (البقرہ) ''ہم نے کہا: تم سب کے سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ تو جب بھی آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔''

جس طرح ہدایت کا سلسلہ پہلے انسان اور پہلے نبی سے شروع ہوا، اسی طرح اسلام بھی شروع سے ہی اللہ کا چنیدہ دین ہے۔ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ﴾ (آیت:19)

''یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔''

الہدیٰ (یعنی قرآن مجید جو آخری الہامی کتاب ہے) اور دین اسلام دونوں کی تکمیل آخری رسول ﷺ پر ہوئی جب انسانی شعور اپنی بلندیوں پر پہنچ گیا اور اعلان ہو گیا کہ آج دین کی تکمیل ہو گئی۔ فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ: 3)

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے۔''

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس موضوع پر بہت قیمتی تجزیہ کیا ہے۔ اُن کے مطابق شروع میں زندگی سادہ تھی تو چند ہدایات کافی تھیں۔ جوں جوں انسانی معاشرہ آگے بڑھتا رہا، ہدایت اور اصولوں کی ضرورت بھی بڑھتی گئی اور اسی تناسب سے اللہ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے ہدایت کے نزول کا سلسلہ جاری رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے دور تک بڑی بڑی ریاستیں اور تہذیبیں قائم ہو چکی تھیں۔ لہٰذا آپ ﷺ پر دین اور ہدایت کی تکمیل ہو گئی۔ یہی دو چیزیں ہیں جن کے ساتھ آپ ﷺ کو بھیجا گیا۔ ایک الہدیٰ اور دوسری دین حق یعنی نظامِ اسلام۔ پھر ان دونوں کو بھیجنے کا مقصد بھی بتا دیا گیا کہ: ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ㉝﴾ (التوبہ) ''تاکہ غالب کر دے اسے کل کے کل دین (نظامِ زندگی) پر، خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔''

دین حق یعنی اسلام محض کوئی مذہب نہیں ہے کہ صرف چند عقائد، عبادات اور رسومات تک محدود ہو بلکہ یہ مکمل نظامِ حیات ہے جو زندگی کے ہر گوشے کے لیے رہنمائی دیتا ہے اور انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی سطح تک اپنا مکمل نفاذ چاہتا ہے۔ مگر نفاذ فردِ واحد کا کام نہیں ہے، اس کے لیے ایک تحریک اور جماعت کی ضرورت ہوتی

ہے اور اُس جماعت کی فکری و روحانی تربیت قرآن کے ذریعے ہوگی۔ قرآن سے ہی ہدایت ملے گی۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ مکرمہ میں صرف قرآن کے ذریعے جماعت صحابہؓ کی فکری وروحانی تربیت کی۔ اس کے بعد ہی حقیقی معنوں میں ایک انقلابی جماعت تیار ہوئی اور اللہ کا دین غالب و نافذ ہوگیا۔ ختم نبوت کے بعد اس اُمت کی ذمہ داری ہے کہ وہ الہدیٰ کی دعوت اور دین حق کے قیام کی جدوجہد کرے۔ اسی مقصد کے لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک ادارہ انجمن خدام القرآن کے نام سے قائم کیا، جس کا مقصد الہدیٰ یعنی قرآن کی تعلیم کو عام کرنا ہے اور دوسرا ادارہ تنظیم اسلامی کے نام سے قائم کیا جس کا مقصد دین حق کے قیام کی جدوجہد کرنا ہے۔ قرآن کی تعلیم عام ہوگی، لوگ اس کو پڑھیں گے، سمجھیں گے، تدبر اور تفکر کریں گے تو ایمان کی آبیاری ہوگی، فکر وشعور میں پختگی آئے گی، اعمال صالحات کا جذبہ پیدا ہوگا۔ قرآن سے ہدایت اور تربیت یافتہ لوگ ہی پھر جمع ہو کر ایک بڑے انقلاب کا ذریعہ بنیں گے۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم اللہ کے احکامات کا نفاذ بھی چاہتی ہے اور یہ نفاذ ایک فرد کی ذاتی زندگی سے لے کر اجتماعی سطح پر سیاست، معیشت، معاشرت سمیت زندگی کے تمام گوشوں میں مطلوب ہے۔

زوالِ اُمت کے اسباب اور حل

ہماری اُمت کے زوال کے اسباب پر اُمت کے کئی اکابرین اور مفکرین نے کلام کیا ہے، ان میں علامہ اقبال بھی شامل ہیں اور بھی کئی اکابرین شامل ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی اس حوالے سے کافی تحقیق کی اور 10 نکات میں اس موضوع کا احاطہ کیا۔ 5 نکات میں اسباب بیان کیے اور 5 میں اُن کے حل تجویز کیے۔ آیئے ان 10 نکات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

(1) قرآن سے دوری:

سب سے پہلی بات یہ سمجھ لیں کہ یہ زوال محض سیاسی یا معاشی نہیں ہے بلکہ ایمانی اور فکری سطح کا ہے۔ اس وقت دنیا میں دو ارب مسلمان ہیں، 57 مسلم ممالک ہیں، تیل کی دولت ہے، بہترین دماغ ہمارے پاس ہیں، ہمارے بچوں کی بنائی ہوئی کمپنیز کو ایلون مسک خرید رہا ہے، ایٹمی صلاحیت ہمارے پاس ہے، میزائل ٹیکنالوجی ہے، ڈرون ٹیکنالوجی ہے، بہترین ہتھیار اور تربیت یافتہ فوج ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود زوال کیوں ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ معاشی یا سیاسی مسئلہ نہیں ہے بلکہ فکری اور شعوری مسئلہ ہے۔ بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ ایمانی فکر والی آنکھ بند ہے، صرف مادی فکر والی آنکھ کھلی ہے۔ دنیا کا مال و اسباب چاہیے لیکن آخرت کی فکر نہیں ہے۔ دنیا تو فرعون، نمرود، قارون کو بھی مل گئی تھی لیکن اس اُمت کا مسئلہ کچھ اور ہے۔ بقول اقبال:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ!

معلوم ہوا کہ زوال کی بنیادی وجہ ایمانی فکر کا نہ ہونا ہے اور ایمانی فکر کہاں سے آئے گی جب ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا؟ آج اگر قرآن سے ہمارا تعلق رہ بھی گیا ہے تو صرف اس حد تک کہ ہم نے اسے محض تبرک اور ثواب کی کتاب سمجھ لیا ہے، اس سے ہدایت لینا بھول گئے ہیں۔ فلموں، ڈراموں اور ناچ گانوں کے آغاز میں بھی تلاوت کروائی جاتی ہے، ٹی وی چینلز پر آغاز قرآن کی تلاوت سے ہوتا ہے اور اس کے بعد دن بھر بے ہودہ باتیں دکھاتے ہیں۔ بیٹی کی رخصتی کے وقت قرآن کا نسخہ تھما دیا جاتا ہے لیکن زندگی بھر پڑھا یا نہیں جاتا۔ گویا کہ ہم نے قرآن کو ہدایت کی کتاب سمجھا ہی نہیں کہ اس سے رہنمائی لیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ((اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهٖ آخَرِیْنَ)) ”بے شک اللہ اس قرآن کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اس کو ترک کر دینے کی وجہ سے قوموں کو ذلیل و رسوا کر دے گا۔“ اسی کی ترجمانی اقبال نے کی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

وہ قرآن جو فکر کو پختگی دیتا ہے، ورلڈ ویو دیتا ہے، ایمان کی آبیاری کرتا ہے، فرد میں انقلاب برپا کرتا ہے، بندے کو حق کی حمایت میں اور باطل کی مخالفت میں کھڑا کرتا ہے، حق اور باطل کے معرکہ میں صبر واستقامت کے مراحل سے گزرنے کی ہمت دیتا ہے، وہ قرآن آج ہماری نگاہوں سے دور ہے۔ 99 فیصد لوگ ہمارے معاشرے میں ایسے ہیں جنہوں نے آج تک قرآن کا مکمل ترجمہ پڑھا ہی نہیں تو کون سا انقلاب آئے گا؟ ہم کو پھر زوال کیوں نہ ہو؟

(2) وہن کی بیماری

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں“ ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اُس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ تم اُس وقت بہت ہو گے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا“ پوچھا گیا: ”وہن“ کیا ہے؟ فرمایا: ”دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے“۔ گزشتہ صدی میں 90 کی دہائی کے آغاز میں 31 ممالک کے ہمراہ امریکہ نے عراق پر ہلہ بول دیا۔ افغانستان پر 50 سے زائد ممالک کے ساتھ چڑھائی کی، آج بھی پورے غزہ کو ملیامیٹ کر دیا گیا، اہل غزہ کی نسل کشی کی جارہی ہے مگر 57 مسلم ممالک اور دو ارب مسلمان کچھ نہیں کر پا رہے، وجہ صرف دنیا کی لالچ اور موت کا ڈر ہے۔ جبکہ قرآن مجید انسان کو آخرت کی طرف توجہ دلاتا ہے، اللہ سے ملاقات کا شوق دلاتا ہے اور یہی مجاہدانہ تربیت مسلمان کو باطل کے خلاف کھڑا کرتی ہے۔

(3) عقیدۂ آخرت کی کمزوری

زوال کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آج عملی زندگی میں آخرت کی جواب دہی کا احساس ختم ہو گیا ہے جس سے اخلاقی پستی پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے الفاظ اس سبب کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں کہ آج ہمارا اجتماعی کردار یہ ہے کہ جو جتنے بڑے عہدے پر فائز ہے وہ اتنا بڑا جھوٹا اور خائن ہے۔ بخاری شریف میں منافق کی تین اور مسلم شریف میں چار نشانیاں بیان ہوئی ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو توڑ ڈالے، جب امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے اور جب جھگڑا ہو تو گالیاں دے۔ یہ آج ہمارا اجتماعی مزاج بن چکا ہے۔ ہماری عدلیہ ورلڈ رینکنگ میں 137 نمبر پر کھڑی ہے۔ دنیا میں پاکستان کے پاسپورٹ کی کوئی ویلیو نہیں رہ گئی۔ انٹرنیشنل لیول پر لوگ مسلمان کی بجائے کسی کافر کے ساتھ بزنس ڈیل کرنا پسند کرتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ آج مسلمان کے دل سے آخرت کی جوابدہی کا احساس نکل گیا۔ بنی اسرائیل بھی اللہ اور اس کے رسولوں کو ماننے والے تھے، اللہ کی کتابوں کو بھی مانتے تھے لیکن عملی طور پر اس کے خلاف کرتے تھے، آج مسلمانوں کا حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے تو اللہ کی ناراضگی اور زوال کیوں نہ ہوگا؟ آخرت کی جوابدہی کا احساس بھی قرآن کے مطالعہ سے آئے گا،

بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو پڑھتا ہے:
﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ ''جزا وسزا کے دن کا مالک و مختار ہے۔''

اسی طرح قرآن کے ہر صفحے پر آخرت کی فکر دلانے والے موضوعات ہیں جنھیں ہم پڑھیں گے تو عقیدۂ آخرت مضبوط ہوگا۔

(4) فرقہ واریت اور انتشار

اُمت گروہوں میں اور مسالک میں بٹ گئی جس کی وجہ سے اجتماعی قوت ختم ہوگئی۔ حالت یہ ہے کہ سود کے دھندے پر ہمارے چہرے کا رنگ تبدیل نہیں ہو رہا، برابر والے نے ہاتھ اوپر باندھ لیے تو ٹینشن ہو جاتی ہے۔ بے حیائی کا طوفان گھر میں پہنچا ہوا ہے، اس پر چہرے کا رنگ سرخ نہیں ہوتا لیکن برابر والے نے آمین ذرا زور سے کہہ دی یا نہیں کہی تو گویا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ آج باطل ایران پر حملہ آور ہے، ہم اتنے مسلک پرست ہو گئے کہ ایران کی حمایت پر بھی آمادہ نہیں ہو پا رہے۔ حالانکہ آپس کے اختلافات ایک طرف رکھتے ہوئے ہمیں فیصلہ کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے تھا کہ اس وقت ہمیں ایران کا ساتھ دینا ہے یا نیتن یاہو کا؟

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ جب اسیر مالٹا تھے تو انھوں نے امت کے زوال پر غور کیا۔ بعد ازاں خود فرمایا کہ میں نے اُمت کے زوال کی دو بنیادی وجوہات پائیں: اول فرقہ واریت اور دوم قرآن سے دوری۔ مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں وجوہات اصل میں ایک ہی ہیں۔ اگر قرآن کو واقعتاً تھاما ہوتا تو یہ تفرقہ بازی اور انتشار نہ ہوتا۔ قرآن کو چھوڑا تو گلی گلی کفر کفر کے فتوے بٹ رہے ہیں۔ قرآن کو چھوڑا تو دین کا جامع تصور ہمارے سامنے نہیں، ورلڈ ویو ہمارے سامنے نہیں، اُمت کا اجتماعی مفاد ہمارے سامنے نہیں۔ اللہ کی حاکمیت چیلنج ہوتی ہے تو ہوتی رہے، اللہ کا قانون ٹوٹتا ہے تو ٹوٹتا رہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری ہے تو جاری رہے، بے حیائی کا طوفان پھیلتا ہے تو پھیلتا رہے، گستاخیاں ہوتی ہیں تو ہوتی رہیں، ہمیں تو بس اپنا مسلک عزیز ہے، صرف اُسی کے دفاع میں بحثیں ہو رہی ہیں، مناظرے ہو رہے ہیں، کیچڑ اُچھالے جا رہے ہیں، کفر کے فتوے لگ رہے ہیں۔ اوپر کفر کا نظام چل رہا ہے اور ہم ایک دوسرے کے خلاف وکٹری کے نشان بنا رہے ہیں۔ اس گراوٹ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا جو اعلیٰ فکر اور سوچ دیتا ہے، اعلیٰ ویژن اور مقصد دیتا ہے۔ جب اس قرآن کو ترجیح نہیں دی تو گراوٹ در گراوٹ اخلاقی سطح پر حتیٰ کہ مسلکی اور مذہبی سطح پر بھی ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ (الا ماشاء اللہ)

(5) مغربی تہذیب کا غلبہ

مسلمانوں نے اسلامی شناخت چھوڑ کر مغربی افکار اور طرز زندگی کو مرعوبیت کے ساتھ اپنا لیا۔ مغربی لباس اور بول چال کو ہمارے ہاں اہمیت دی جاتی ہے، سادہ اور شرعی لباس میں ملبوس جتنی کوئی اعلیٰ نظریات اور اعلیٰ افکار کی حامل شخصیت ہو اس کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ حالانکہ اقبال نے مغربی تہذیب کے بارے میں کہا تھا۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

مرعوب ذہن کوئی انقلابی کام نہیں کر سکتا۔ انقلاب کیسے آئے گا؟

یہ پانچ اسباب زوال کے بیان کرنے کے بعد ڈاکٹر اسرار احمدؒ پانچ حل بھی بتاتے تھے۔

(1) رجوع الی القرآن

قرآن کہتا ہے: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝﴾ (الطارق) ''یہ (قرآن) قولِ فیصل ہے۔ اور یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔''

یہ قرآن فیصلہ کر دینے والا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ اس قرآن کو تھامنے کی وجہ سے قوموں کو عروج ملے گا اور اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے قومیں ذلیل و رسوا ہو جائیں گی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ قرآن آخرت میں بھی فیصلہ کن کردار ادا کرے گا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: ((القرآن حجة لك او عليك)) ''یہ قرآن (روز حساب) تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف حجت ہوگا۔''

اگر زندگی میں قرآن سے رہنمائی اور ہدایت لی ہوگی تو آخرت میں یہی قرآن بندے کے حق میں سفارش کرے گا لیکن اگر قرآن کو کھول کر پڑھنا بھی گوارا نہ کیا تو یہی قرآن آخرت میں اس بندے کے خلاف گواہی دے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے رجوع الی القرآن کے عنوان سے مطالعہ قرآن اور کورسز کا آغاز کیا جس کا مقصد یہی تھا کہ لوگ قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا سیکھیں، اس سے عملی زندگی میں ہدایت اور رہنمائی لیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا: اگر وہ نافذ کرتے اس کلام کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا تھا تو وہ کھاتے اپنے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی (المائدہ:66)۔ یعنی اللہ ان کے لیے آسمان کے خزانے بھی کھول دیتا اور زمین کے خزانے بھی ان کے لیے وافر ہوتے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی کتاب صرف پڑھنے کے لیے نازل نہیں ہوتی بلکہ اپنا نفاذ بھی چاہتی ہے۔ آج ہمارے پاس اللہ کی کتاب کا کامل اور حتمی ایڈیشن قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ اگر اس کو نافذ کریں گے تو اللہ ہمارے لیے بھی زمین و آسمان کے خزانے کھول دے گا۔ امام غزالیؒ نے لکھا کہ سب سے پہلے انسان کو اپنے موروثی ایمان سے توبہ کرنی چاہیے، پھر شعوری ایمان کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔ وہ ایمان جو دل میں یقین پیدا کرے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے: ﴿وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ (الحجرات: 7) ''اور اسے تمہارے دلوں کے اندر کھبا دیا ہے''

جیسے صحابہ کرام ؓ کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو مزین کر دیا تھا، وہی ایمان آج ہمیں اپنے قلوب میں جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا ایمان جب دل میں ہوگا تو ہمارا عمل اس کی گواہی پیش کرے گا۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: حالت ایمان میں کوئی چوری یا زنا نہیں کرتا، شراب نہیں پیتا۔ دل میں حقیقی ایمان ہو تو بندہ سات پردوں میں بھی گناہ سے اجتناب کرتا ہے۔ یہ حقیقی ایمان قرآن کے مطالعہ اور اس میں غور و فکر سے آئے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو رجوع الی القرآن کورسز شروع کیے ان کا مقصد یہی تھا۔

(3) اجتماعی توبہ

انفرادی توبہ بھی ضروری ہے مگر ہمارا زوال چونکہ اجتماعی سطح کا ہے، اس لیے توبہ بھی اجتماعی سطح پر ہونی چاہیے کیونکہ اللہ کے فیصلے قوموں کے اجتماعی اعمال کی بنیاد پر بھی ہوتے ہیں۔ اجتماعی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے جس مشن سے بے وفائی کی ہے اُس کے لیے دوبارہ کھڑے ہو جائیں۔ وہ پیغمبرانہ مشن اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد ہے۔ اس جدوجہد کے لیے تربیت اور ہدایت ہمیں قرآن سے ملے گی۔ اس لیے اجتماعی توبہ کا پہلا دروازہ قرآن میں کھلے گا۔ قرآن کے ساتھ دوبارہ جڑ جائیں۔ پاکستان کی حقیقی عزت ٹرمپ کی تعریفوں میں نہیں بلکہ نظریۂ پاکستان کے نفاذ میں ہے۔ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لہٰذا اسلام کا نفاذ ہی اس کی بقا، سلامتی اور استحکام کا ضامن ہے۔

(4) اقامتِ دین کی جدوجہد

بنی اسرائیل پر اللہ نے ذلت کیوں تھوپی؟ اُن کے پیغمبر جب اُن سے کہتے تھے اللہ کے دین کے قیام کے لیے قتال کرو تو یہ کہتے تھے: ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴾ (المائدہ)
''بس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور جا کر قتال کرو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ پیغمبرؑ کے مشن کو فراموش کرنا بھی ذلت اور زوال کی ایک وجہ ہے۔ اس سے نکلنے کا دروازہ اقامتِ دین کی جدوجہد میں کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾ (سورۃ محمد)
''اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔''

آج ہمارے ملک میں سیاست اور معیشت کا ستیاناس ہے، ایک ملک قرض واپسی کا تقاضا کرتا ہے تو دوسرے ملک سے قرض لے کر دیا جاتا ہے، دوسرا تقاضا کرتا ہے تو تیسرے کے آگے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔ معاشرت کا بیڑا بھی غرق ہے۔ یونیورسٹیوں کے اندر جو ماحول ہے، سب کو پتا ہے کہ ہماری نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ کوئی شریف آدمی اپنی اولاد (بیٹوں اور خصوصاً بیٹیوں) کو ایسے تعلیمی اداروں میں بھیجنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت اجتماعی زندگی کے ان تینوں گوشوں میں ہمارے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ اگر تم میرے دین کے قیام کی جدوجہد کرو گے تو میں تمہارے قدموں کو جما دوں گا۔ اسی مشن کو لے کر ڈاکٹر اسرار احمدؒ برسوں تک دعوت دیتے رہے، آج سوشل میڈیا پر ڈاکٹر صاحبؒ کے کلپس وائرل ہو رہے ہیں مگر عملی طور پر کتنے لوگ ہیں جو اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے تیار ہیں؟ اس کے لیے جماعتی زندگی اختیار کرنا اور انقلابی جدوجہد میں حصہ لینا ضروری ہے۔

(5) جماعتی زندگی

بنی اسرائیل میں ایک وقت میں کئی کئی انبیاء ہوتے تھے، موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام بھی موجود تھے لیکن قوم نے دین کے قیام میں اُن کا ساتھ نہیں دیا تو دین قائم نہیں ہو سکا۔ اللہ کے نبی اور رسولؑ تو پیغام پہنچا کر کامیاب رہے لیکن اُن کی قوم بغاوت کر کے ناکام ہوگئی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تیار کی جنہوں نے اس مشن میں اللہ کے نبی ﷺ کا ساتھ دیا تو اللہ کا دین گلوبل سطح پر غالب ہوگیا۔ لہٰذا دین کے غلبے کے لیے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بیعت کے نظام کے تحت سمع و اطاعت کی پابندی کرے۔ جماعتی زندگی کے بغیر انقلاب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اجتماعیت کو دین میں اتنی اہمیت ہے کہ ہم نماز میں بھی یہ پڑھتے ہیں: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

یعنی اللہ کی عبادت بھی اجتماعی سطح پر اللہ کو پسند ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس پورے موضوع کو اپنے خطاب میں بیان کیا ہے جواب ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل'' کے عنوان سے موجود ہے۔ اس کا مطالعہ بھی فکری آبیاری کے لیے مفید ہوگا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے زوالِ اُمت کے اسباب اور ان کے حل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اس زوال سے اُمت کو نکالنے کے لیے انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی جیسے ادارے قائم کیے جن کا مقصد بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کی تعلیم کو عام کرنا اور اس کی روشنی میں اقامتِ دین کی جدوجہد ہے۔ جو لوگ بھی ڈاکٹر صاحبؒ کو سنتے ہیں یا ان سے محبت رکھتے ہیں تو انہیں ان کے مشن میں عملی طور پر بھی شامل ہونا چاہیے۔ اُمت کو زوال سے نکالنے کے لیے ہر مسلمان کو خود بھی عملی سطح پر کوشش کرنی چاہیے، اس کے لیے آپ انجمن ہائے خدام القرآن کے رجوع الی القرآن کورسز میں حصہ لیں، شارٹ کورسز میں حصہ لیں، دروسِ قرآن میں بیٹھیں، دوسروں کو بھی اس کی ترغیب اور دعوت دیں۔ تنظیم اسلامی کے تحت بھی دروسِ قرآن حلقوں اور مقامی تنظیم کی سطح پر ہوتے ہیں، ان میں شرکت کریں، ماہ رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصۂ مضامین قرآن کا انعقاد ہوتا ہے، مل کر اجتماعی سطح پر دین کے غلبے کی جدوجہد کریں گے تو دجالی دور کا خاتمہ کر سکیں گے۔ اگر پیغمبرانہ مشن جیسے عظیم مقصد کو اپنائیں گے تو مسلکی سطح کے اختلافات پیچھے رہ جائیں گے اور اُمت کے اتحاد کا دروازہ بھی اسی جدوجہد کے ذریعے کھلے گا۔ ان شاء اللہ۔

انجمن ہائے خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے تحت شروع کیے گئے مختلف کورسز کی تفصیل تنظیم کی ویب سائٹ (www.tanzeem.org) پر بھی موجود ہے جہاں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن اور پیغمبرانہ مشن سے جڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁ ❁ ❁

دعائے مغفرت — إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، بدھلہ سنت کے مبتدی رفیق محترم ہمایوں بابر کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0307-5037726

☆ مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت کے معاون اور نقیب اسرہ محترم جمیل اختر کی گوجرانوالہ میں مقیم ممانی اور سلانوالی (سرگودھا) میں مقیم خالہ زاد بھائی انتقال کر گئے۔ برائے تعزیت: 0334-9751067

☆ حلقہ بہاول نگر، فقیر والی کے مبتدی رفیق محترم ہارون افتخار کی پھوپی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0301-4029924

☆ حلقہ لاہور شرقی، ہربنس پورہ کے معتمد محترم محمد افضل اعوان کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0321-6013783

☆ قرآن اکیڈمی ملتان کے رفیق وخادم محترم محمد زاہد خان بلوچ کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0303-6618890

☆ نیو ملتان کے ملتزم رفیق محترم محمد طارق سومرو کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0302-7438252

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے معاون و معتمد حلقہ محترم شوکت حسین انصاری کے تایازاد بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0322-6187858

☆ ملتان شمالی کے نقیب محترم محسن افضل کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0304-8082060

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

رونا ہے یہ سارے گلستاں کا!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان 16 دن تک اہم ثالثی کے سلسلے میں امریکہ، ایران مابین مصالحت کے لیے کوشاں رہا۔ اپنی سی ہر کوشش کر دیکھی۔ امریکہ کی ہم سے (سدا سے) وفائے جفا نما تھی، سو حق ہم نے نبھایا۔ ایران پڑوسی تھا۔ 11، 12 اپریل سیرینا ہوٹل میں ایران، امریکی بات چیت کا دور 21 گھنٹے چل کر بلا نتیجہ ختم ہو گیا۔ معاہدہ طے نہ پا سکا۔ ٹرمپ نے آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی کر دی۔ پھر ہم دوسرے مذاکراتی راؤنڈ کی تیاری میں لگ گئے۔ راولپنڈی، اسلام آباد آنے والے راستے اور دونوں شہر سناٹے میں رہے کہ اب 25، 26 اپریل کو وفود متوقع تھے۔ ایرانی وفد آ کر چلا بھی گیا مگر ٹرمپ اپنے نمائندے بھیجنے سے انکاری ہو گئے۔ ایران فون پر بات کر لے، اتنے لمبے سفر کی ہمیں ضرورت نہیں..... کا نخوت بھرا جواب آ گیا۔ 27 اپریل کو ایرانی وزیر خارجہ عراقچی دوبارہ تشریف لائے۔ ہم سے سلام دعا کے بعد وہ روس چلے گئے صلاح مشورے کے لیے۔ اچھا تجربہ ہو گیا بین الاقوامی سطح پر سفارتی ذرائع سے مصالحت کروانے کی کوشش، محنت کا! اب ہمارے شہر بالآخر ہمیں واپس مل گئے۔

اپریل کا مہینہ بھاری بھر کم مہمانوں کی 21 گھنٹے کی بات چیت کے لیے ہمیں اربوں کے معاشی جھٹکے کی صورت پڑا۔ اسی دوران ہمیں امارات کو مہمانوں کے بیچ قرضہ بھی لوٹانا پڑ گیا۔ سیکورٹی خدشات سے جان ٹنگی رہی۔ اپنے ایک شہری کو صرف ایک معصوم سا مذاق کہ 'ترنول پھاٹک پر اٹکی ٹریفک کو ہرمز کی بندش سے تشبیہہ' دے بیٹھا۔ بھاری دفعات لگا کر گرفتار کر لیا گیا! گویا حس مزاح کا داخلہ بھی ممنوع تھا، بیچارا الاعلمی میں پکڑا گیا۔ (تاہم مذاکرات کے خاتمے کے اعلان پر چھوڑ دیا گیا)۔ اسلام آباد اور دیگر کئی شہروں میں 5.7 قوت کا زلزلہ بھی آیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے انفرادی، اجتماعی گناہ معاف فرمائے۔ دنیا بھر کو اس کا امن لوٹا دے۔ (آمین) بین الاقوامی طاقت اور قوت کے مظاہر اور غرور و تکبر، نخوتوں کے بیچوں بیچ چند سیکنڈ پر محیط لرزتی زمین اور جھٹکے کھاتی عمارات ہمیں اوقات یاد دلانے کو کافی ہوتی ہیں!

ہم سفارتی دورانیے کی طوالت اور بے نتیجہ رہنے پر اتنی تفصیل میں نہ جاتے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ جنرل مارک کمٹ نے بھی طرفین کی طرزِ سفارت کاری پر شدید تنقید کی، کہ ان کا پیغام رسانی کا نظم وضبط انتہائی لائقِ اعتراض رہا۔ معاملات میں الجھاؤ ہو جایا کرتا ہے، مگر میڈیا اور دنیا بھر میں ڈھنڈورے نہیں پیٹے جاتے۔ خفیہ، غیر رسمی رابطوں (ثالثوں کے ذریعے) 'بیک چینل' ذرائع سے معاملات آگے بڑھائے جا سکتے ہیں، اگر آپ واقعی سفارت کاری میں سنجیدہ ہوں۔

اس وقت کشیدگی یوں خطرناک ہے کہ ہرمز میں بحری فوجیں کھڑی ہیں۔ سفارتی تعلقات کھٹائی میں پڑنے سے کسی بھی وقت (معمولی پٹاخے سے بھی) جھڑپ چھڑنے کا اندیشہ ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو پیچھے ہٹنا ہوگا۔ ضروری نہیں دنیا کے چوراہے میں ایسا ہو۔ خاموشی سے باہم مذاکرات طے کر لیں۔ دونوں ہی اپنی اپنی کامیابی کا اعلان چاہیں گے بات چیت میں! کر لیں۔ (ہم منہ پرے کر لیں گے! تبصرہ نہیں کریں گے!)

''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے اُن کو اُن کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں۔'' (الروم: 41)

یہ آیت گزشتہ 26 سالوں میں کئی مرتبہ حوالہ کے طور پر دی۔ اس کی وجہ بالعموم سپر پاور امریکہ ہی کے اٹھائے پھیلائے جنگیں اور فساد تھے۔ بری فسادوں کے ساتھ اب بحری فساد حقیقتاً دنیا زیر و زبر کر رہا ہے۔ آبنائے ہرمز کی گزرگاہ پر جھگڑے نے 1973ء کے بعد مشرقِ وسطیٰ میں سب سے بڑا توانائی (تیل، گیس، ایندھن) کا عالمی بحران پیدا کیا ہے۔ صنعتی پیداوار میں تعطل سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر، ترقی کی رفتار سست ہو گی۔ بے روزگاری، مہنگائی کو غریب آدمی بھگت رہا ہے۔ (دوسرا راؤنڈ بات چیت کا شروع نہ ہونے سے تیل کی قیمت مزید 2 فی صد بڑھ گئی)۔ گلوبل Recession (مالیاتی بحران) ضمناً نتیجہ، رقم کی گردش، سرمایہ کاری میں کمی، کاروبار میں مندی۔ قوتِ خرید کم ہو جائے گی۔ (چلیے اسراف، فضول خرچیاں، بے مقصد سیر سپائے، فوڈ پانڈے کم ہوں گے۔ پیدل چلیں گے۔ صحت بہتر ہو گی۔ ہسپتالوں کا کام ضرور ٹھپ ہوگا۔ بجلی نہ ہو گی تو رات کو سوئیں گے دن کو جاگیں گے۔ فطری اوقاتِ کار، طرزِ زندگی پر لوٹیں گے!) چھ روز قبل جاپان میں 7.7 درجے کا شدید زلزلہ اور سونامی کی وارننگ نتیجۃً جاری کی گئی تھی۔ یہ بھی بحر و بر کے فساد پر ہی آسمانی نوٹس، تبصرہ ہے۔

اللہ کی عطا کردہ عظیم خوبصورت، دنیا، یہ سیارہ، اس پر بستے ہر رنگ، نسل کے انسان! اس پر یک قطبی دنیا، روس کی افغانستان کے ہاتھوں شکست پر قائم ہوئی۔ امریکہ سیارے کی واحد سپر پاور کیا قرار پایا، آپے سے باہر ہو کر ہر طرف چڑھ دوڑا۔ افغانستان پر پوری بارات ایٹمی طاقتوں سمیت، طاقت کا نشہ اسے خود سے بے خود کیے دے رہا تھا۔ 20 سال بعد قطر کی ثالثی، افغانستان کے صبر و تحمل، عجز، معاملہ فہمی سے امریکہ کو نکلنے کا راستہ مل گیا۔ دو سال نہ گزرے تھے کہ اسرائیل کے ساتھ مل کر غزہ پر وحشی ترین جنگ کا ارتکاب اور فلسطینیوں کی نسل کشی کر گزرا۔ غزہ میں جنگ بندی کروا کر 'بورڈ آف پیس' بابائے امن ٹرمپ نے قائم کیا۔ حشر یہ ہے کہ اس جنگ بندی کو اسرائیل 2400 مرتبہ توڑ چکا ہے۔ جس سے اجڑے خیمہ نشین، بھوکے پیاسے 811 اہل غزہ شہید اور 2278 زخمی ہو چکے۔ بے روزگاری 78 فی صد ہے۔ بھاری مشینری، بلڈوزر غزہ میں لانے کی اجازت نہیں ہے کہ کچھ ملبے ہٹائے یا تعمیر نو کی ادنیٰ ترین کوشش ممکن ہو۔ 71 ارب ڈالر تعمیر نو کے لیے درکار ہیں۔ مگر ساری سرمایہ کاری ان قوتوں کی تخریب میں ہے تعمیر میں نہیں!

بین الاقوامی جہاز رانی کے ادارے نے امریکہ اور ایران کو متوجہ کیا ہے کہ سمندر میں دونوں من مانے طریقے سے بحری جہاز پکڑ رہے ہیں۔ ان کا عملہ چھوڑا جائے، یہ سلسلہ ختم کیا جائے۔ بحری امن جلد لوٹے! امریکہ نے ایران کے 3 ٹینکر ایشیائی پانیوں میں روکے اور انہیں بھارت، ملائشیا اور سنگاپور سے پرے ہٹایا۔ اگرچہ جنگ بندی ہے مگر بحری جہاز پکڑن پکڑائی کھیل رہے ہیں۔ دو متقابل فوجوں مابین جہازوں کی آمد و رفت پھنسی پڑی ہے۔

دنیا کس وحشت سے گزری۔ شام کے قصائی امجد یوسف جس نے دمشق میں 350 نہتے شہریوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر انہیں گولیاں مار کر دفنایا۔ (بشار الاسد دور

میں شام میں قتلِ عام کے دوران) اب اس نے اعتراف کیا کہ یہ سب میں نے کیا تھا۔ ضمیر نے قے کر دی! شامی حکومت نے اس قصائی مجرم کو پکڑنے اور سزا دینے کو کہا ہے۔ ایک غیر معمولی حسین بچی مَیٰ عثمان السباعی جو 2011ء میں سکول سے گھر واپسی پر بچوں کی بس میں سوار تھی۔ فوجی انٹیلی جنس اہل کار نے اٹھالیا۔ زمین نگل گئی آسمان کھا گیا؟ کوئی سراغ نہ ملا۔ ان میں مزید ہزاروں ایسے لاپتہ بچے شامل ہیں۔ شام میں 2011ء مارچ تا 20 نومبر 2024ء، 30,293 بچے قتل ہوئے۔ اب تک 5,298 لاپتہ ہیں۔ 225 بچے جیلوں میں تشدد سے دم توڑ گئے۔ شامی عوام کے مطالبات شائع ہوئے لاپتگان پر۔ یہ ہے امریکہ کی یونی پولر (یک قطبی) دنیا کی سربراہی۔

شمالی افریقہ فرانس کی لوٹ مار (وسائل کی، یورینیم کی کان مالی میں) کا شکار رہا۔ فرانس نکلا تو مالی حکومت (جو انہی بڑی طاقتوں کی تعینات کردہ ہوتی ہیں۔) نے روس سے کرائے کے فوجیوں کو بلا کر عوام قابو رکھنے کے عمل میں شریک کر لیا۔ اب مالی میں بھی مزاحمتی گروپ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ امریکہ بھی مالی میں وسائل کے حصول کے لیے (پوری زمین کے وسائل انہی کا پیدائشی حق ہے!) گھسنا چاہ رہا تھا۔ وزیر دفاع مالی جو روس کو یہاں لایا تھا مارا گیا ہے اور اب روس کو بھی بھاگنا پڑ رہا ہے۔ مقامی حکومت کرپٹ ترین ہے۔ سو یہ نیا محاذ، مسلمانوں کا کھل گیا ہے!

چاند پر جانے والا حالیہ مشن ہماری ہی طرح اس عظیم سیارے کی تباہی بربادی پر بے کل ہوا ہے مگر بطرزِ دگر! خلانوردوں نے خلا سے زمین کو دیکھا تو ان میں فہم و ادراک کے اعتبار سے گہری تبدیلی آئی۔ دیکھا کہ یہ سیارہ ایک بلا حدود روشن نخلستان ہے تاریک سیاہ خلا کے پس منظر میں۔ انسانیت بارے تصور یکسر تبدیل ہو گیا۔ قومی سرحدیں مٹ گئیں۔ پوری انسانیت ایک ہو گئی۔ شدید ہیبت، رعب، دبدبہ، تعظیم، (خالق کی! مگر کہہ نہیں پاتے) عظمت کی دھاک! گہرے روحانی احساسات! جاؤ ٹرمپ، نتین یاہو، کشنر، ہیگستھ ٹیم کو باندھ کر لے جاؤ وہاں اور دکھاؤ یہ سیارہ ہے جسے تم نے بمباریوں سے موت برسا کر سب کچھ تباہ کر ڈالا ہے!

مرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں، خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

❁❁❁

پریس ریلیز 27 اپریل 2026ء | **شجاع الدین شیخ**

اسلام آباد ہائی کورٹ کے 5 ججوں کے مجوزہ تبادلے سے عدلیہ کی آزادی، شفافیت اور غیر جانبداری پر سنجیدہ اور تشویش ناک سوالات اُٹھ گئے ہیں

اسلام آباد ہائی کورٹ کے 5 ججوں کے مجوزہ تبادلے سے عدلیہ کی آزادی، شفافیت اور غیر جانبداری پر سنجیدہ اور تشویشناک سوالات اُٹھ گئے ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام آباد ہائی کورٹ سے دیگر صوبائی ہائی کورٹس میں 5 ججوں کے تبادلوں کے حوالے سے جو اطلاعات سامنے آئی ہیں، وہ اس تاثر کو تقویت دیتی ہیں کہ یہ عمل واضح اور معروضی اصولوں کے بجائے غیر شفاف معیار کے تحت انجام دینے کا ارادہ ہے۔ موجودہ چیف جسٹس آف پاکستان نے ان مجوزہ تبادلوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو یہ عدلیہ کی آزادی پر حملہ ہوگا، اگرچہ یہ پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ ماضی میں اُنہوں نے عدالتی ڈھانچے سے متعلق بعض آئینی ترامیم کی غیر مشروط حمایت کی جس نے موجودہ صورتِ حال کے لیے راستہ ہموار کیا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ بالخصوص 26ویں اور 27ویں ترامیم نے عدالتی نظام کے اندر اختیارات کے توازن، ججوں کی تقرری اور بنچوں کی تشکیل کے طریقہ کار پر گہرے منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تبدیلیوں کے نتیجے میں انتظامیہ کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہوا ہے اور عدلیہ کی خودمختاری محدود ہوئی ہے۔ ججوں کے تبادلوں کو اگر انتظامی ضرورت کے بجائے دباؤ یا تادیبی اقدام کے طور پر استعمال کیا جائے تو یہ نہ صرف انفرادی عدالتی آزادی کو متاثر کرتا ہے بلکہ پورے نظامِ انصاف کی ساکھ کو بھی مجروح کرتا ہے، کیونکہ اس سے یہ تاثر جنم لیتا ہے کہ غیر موافق ججوں کو بآسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک آزاد عدلیہ کسی بھی مہذب ریاست میں آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی اور شہری حقوق کے تحفظ کی بنیادی ضامن ہوتی ہے۔ جب عدلیہ کو دباؤ کا سامنا ہو یا اس کے اختیارات میں ایسی تبدیلیاں کی جائیں جو اس کی خودمختاری کو کمزور کریں، تو اس کے اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں سیاسی عدم استحکام میں اضافہ، عوامی اعتماد میں کمی اور معاشی بے یقینی پیدا ہوتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عدل اسلام کا 'کیچ ورڈ' ہے اور اسلامی تعلیمات عدل کے قیام اور عدلیہ کی آزادی پر خاص زور دیتی ہیں جہاں قاضی کو ہر قسم کے دباؤ، خوف اور مصلحت سے بالاتر ہو کر فیصلے کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس کی اسلامی تاریخ میں کئی مثالیں ملتی ہیں۔ گویا ایک عادلانہ معاشرہ اسی وقت تشکیل پا سکتا ہے جب عدلیہ واقعی آزاد، غیر جانبدار اور آئین و قانون کی پابند ہو۔ لہٰذا موجودہ حالات میں یہ ناگزیر ہے کہ ججوں کے تبادلوں اور عدالتی اصلاحات کے عمل کو مکمل شفافیت، آئینی تقاضوں اور وسیع تر قومی مفاد کے مطابق استوار کیا جائے تاکہ عدلیہ پر عوام کا اعتماد بحال رہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

7) کمیشن فار اسلامائزیشن آف دی اکانومی: مرکزی حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کرنے کے ساتھ ساتھ متذکرہ بالا عنوان سے ایک کمیشن بھی قائم کیا جس کا سربراہ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر ہی کو بنایا گیا۔ اس کمیشن نے جون 1992ء میں ماہرین کے ایک ورکنگ گروپ کے کام پر مبنی رپورٹ (جو طبع تو ہو گئی ہے لیکن منظرِ عام سے غائب کر دی گئی ہے) میں یہ رائے دی کہ مارک اپ سمیت تمام قسم کے interest اصلاً ربا ہی ہیں۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1469 دن گزر چکے!

امن کے دشمن کا چہرہ: ڈونلڈ ٹرمپ کی ہٹ دھرمی

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

موجودہ عالمی حالات میں اگر کسی ایک شخصیت کا طرزِ عمل عالمی فضا کو شدید اضطراب میں مبتلا کیے ہوئے ہے تو وہ ڈونلڈ ٹرمپ ہیں۔ ایران امریکہ مذاکرات کے تناظر میں ان کا رویہ نہ صرف غیر سنجیدہ بلکہ کھلی جارحیت اور بداعتمادی کی علامت بن چکا ہے۔ ان کی مسلسل ہٹ دھرمی، جارحانہ پالیسی اور بچگانہ ضد نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ مسئلہ صرف اختلاف کا نہیں بلکہ طرزِ عمل کا ہے اور یہی طرزِ عمل پوری انسانیت کے لیے خطرہ بنتا جا رہا ہے۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ انہوں نے عالمی امن کو داؤ پر لگایا ہو۔ 2018ء میں انہوں نے یکطرفہ طور پر Joint Comprehensive Plan of Action (ایران جوہری معاہدہ) سے امریکہ کو نکال لیا، ایک ایسا معاہدہ جسے عالمی سطح پر امن کی ضمانت سمجھا جا رہا تھا۔ اس فیصلے نے نہ صرف خطے میں کشیدگی کو بڑھایا بلکہ امریکہ کی سفارتی ساکھ کو بھی شدید نقصان پہنچایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ فیصلہ عالمی مفاد میں تھا یا محض ذاتی انا کی تسکین؟

پھر حالیہ مہینوں میں، جب ایران اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کی نئی راہیں کھل رہی تھیں، عین اسی وقت ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے اچانک سخت بیانات، اقتصادی دباؤ اور فوجی اقدامات نے اس عمل کو سبوتاژ کر دیا۔ ایک طرف مذاکرات کی میز سجائی جاتی ہے، دوسری طرف میزائلوں کی زبان بولی جاتی ہے۔ یہ دوہرا معیار دنیا کو کس طرف لے جا رہا ہے؟

مزید برآں، اسرائیلی قیادت، خصوصاً نیتن یاہو کے ساتھ غیر معمولی ہم آہنگی بھی کئی سوالات کو جنم دیتی ہے۔ ماضی میں جب دیگر امریکی صدور نے جنگی راستے کو مسترد کیا، وہاں ڈونلڈ ٹرمپ نے جارحیت کو ترجیح دی۔ کیا یہ عالمی امن کی خدمت ہے یا کسی اور ایجنڈے کی تکمیل؟

دنیا پہلے ہی تیل کے بحران، معاشی دباؤ اور تجارتی بے یقینی کا شکار ہے۔ ایسے میں ایک سپر پاور کے سربراہ کا غیر ذمہ دارانہ رویہ جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے۔ ان کے ایک بیان سے عالمی منڈیاں لرز اٹھتی ہیں، تیل کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں، اور کروڑوں انسانوں کی زندگیاں عدم استحکام کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ محض سیاست نہیں یہ انسانیت کے مستقبل سے کھیلنا ہے۔

کیا ایک لیڈر کا کام آگ بھڑکانا ہے یا اسے بجھانا؟ کیا طاقت کا مطلب انسانوں کو خوف میں مبتلا کرنا ہے یا انہیں امن دینا؟ تاریخ گواہ ہے کہ وہی رہنما کامیاب ہوتے ہیں جو جنگ کے دہانے سے قوموں کو واپس لاتے ہیں، نہ کہ انہیں دھکیلتے ہیں۔

لہٰذا یہ وقت ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ اپنی پالیسیوں پر فوری نظرثانی کریں۔ ہٹ دھرمی، دھمکیوں اور جارحیت کا راستہ ترک کر کے سنجیدہ اور مستقل مزاج سفارت کاری کو اپنائیں۔ کیونکہ طاقت کا حقیقی امتحان جنگ نہیں بلکہ امن قائم کرنا ہوتا ہے۔

یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ جب بھی سفارتی دروازے کھلنے لگتے ہیں، جب بھی امید کی کوئی کرن نمودار ہوتی ہے، عین اسی لمحے مسٹر ٹرمپ کی طرف سے ایسے اقدامات سامنے آتے ہیں جو مذاکرات کو سبوتاژ کر دیتے ہیں۔ ایک طرف بات چیت کا اعلان، دوسری طرف اچانک جارحانہ کارروائیاں یہ تضاد صرف سیاسی حکمت عملی نہیں بلکہ عالمی امن کے ساتھ کھلواڑ ہے۔ دنیا پہلے ہی معاشی دباؤ، تیل کے بحران اور تجارتی بے یقینی کا شکار ہے۔ ایسے میں ایک عالمی طاقت کے سربراہ کا یہ رویہ نہ صرف غیر ذمہ دارانہ ہے بلکہ اخلاقی طور پر بھی قابلِ مذمت ہے۔ کیا ایک لیڈر کا کام آگ بھڑکانا ہے یا اسے بجھانا؟ کیا طاقت کا مطلب انسانیت کو یرغمال بنانا ہے یا اسے تحفظ دینا؟

مسٹر ٹرمپ کو یہ سمجھنا ہوگا کہ ان کے فیصلے صرف امریکہ تک محدود نہیں رہتے۔ ان کے ایک حکم سے تیل کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں، عالمی منڈیاں ہل کر رہ جاتی ہیں، اور کروڑوں انسانوں کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔ یہ محض سیاست نہیں یہ انسانوں کے مستقبل کا سوال ہے۔ مزید افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جب سفارتی حل ممکن ہو، جب ماضی میں مذاکرات کامیاب ہو چکے ہوں، تب جنگی ماحول پیدا کرنا نہ صرف دانشمندی کے خلاف ہے بلکہ بدنیتی کا تاثر بھی دیتا ہے۔ اگر واقعی امن مطلوب ہے تو راستہ مذاکرات ہی سے نکلتا ہے، نہ کہ دھمکیوں اور پابندیوں سے۔

لہٰذا یہ ایک واضح اور دوٹوک پیغام ہے: مسٹر ٹرمپ کو چاہیے کہ وہ اپنی پالیسیوں پر فوری نظرثانی کریں، جارحانہ اقدامات سے باز آئیں، اور دنیا کو مزید اضطراب میں مبتلا کرنے کے بجائے امن کے قیام میں اپنا کردار ادا کریں۔ طاقت کا حقیقی امتحان جنگ نہیں بلکہ امن قائم کرنا ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو تاریخ انہیں ایک ایسے رہنما کے طور پر یاد رکھے گی جس نے اپنی انا کی تسکین کے لیے پوری دنیا کو خوف، بے یقینی اور انتشار میں مبتلا رکھا۔ اور یہ وہ داغ ہے جو کسی بھی سیاسی کامیابی سے کبھی دھل نہیں سکے گا۔ ❀❀❀

دعائے صحت کی اپیل

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے ادارتی معاون محترم فرید اللہ مروت کے بڑے بھائی روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوئے ہیں۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن اقبال کے ناظم مالیات محترم محمد طاہر کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے امیر محترم عزیز ظفر صدیقی کی ہمشیرہ کی طبیعت ناساز ہے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے ملتزم رفیق محترم شیخ حبیب روڈ ایکسیڈنٹ کا شکار ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتِ حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- سوشل میڈیا کی ترقی کے عرب مرکز (حملہ) نے بتایا ہے کہ ٹیکنالوجی کی عالمی شہرت یافتہ کمپنی مائیکروسافٹ نے اپنے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر موجود نقشوں میں ترمیم کرتے ہوئے مقبوضہ مغربی کنارے کے فلسطینی جغرافیائی ناموں کو شامل کر لیا ہے اور قابض اسرائیل کی جانب سے عائد کردہ متعدد گمراہ کن ناموں کو ہٹا دیا ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ یہ تبدیلی ضروری تصحیح ہے جو فلسطینی دباؤ کے نتیجے میں حاصل ہوئی ہے۔
- قابض اسرائیل کے ذرائع ابلاغ کے مطابق گزشتہ ماہ جمع ہونے والے ٹیکسوں کی رقم 740 ملین شیکل سے تجاوز کر گئی تھی جس میں سے تقریباً 590 ملین شیکل کاٹ کر بقیہ رقم کو منجمد کرنے اور منتقل نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ وزیر خزانہ اور نام نہاد سول ایڈمنسٹریشن کے وزیر بزلئیل سموٹریچ کی ہدایت پر کیا گیا ہے جو گزشتہ کئی برسوں سے فلسطینی اتھارٹی کے خلاف سخت مالیاتی پالیسی کی قیادت کر رہے ہیں۔ ان رقوم کی مسلسل کٹوتی یا انہیں روک لینے سے مالی بحران سنگین صورتِ حال اختیار کر گیا ہے۔
- یورپی یونین کے مرکز برسلز میں گلوبل صمود کے زیرِ اہتمام اہم پارلیمانی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں دنیا بھر سے ارکانِ پارلیمنٹ، حکومتی عہدیداران، قانونی ماہرین، اقوامِ متحدہ کے نمائندگان اور سول سوسائٹی کے افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس کا مرکزی مطالبہ غزہ کا محاصرہ ختم کرنا اور اس تک ایک جائز و محفوظ بحری راستہ کھولنا تھا۔ شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ انسانی بنیادوں پر غزہ تک رسائی کو یقینی بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔
- سول ڈیفنس غزہ کے مطابق غزہ میں اب بھی 8 ہزار سے زائد شہداء کی لاشیں ملبے تلے دبی ہوئی ہیں۔ وسائل کی کمی اور مسلسل تباہی کے باعث امدادی ٹیمیں بے بس ہیں، جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ یہ المیہ مزید گہرا ہوتا جا رہا ہے۔
- ناصر ہسپتال کے شعبہ اطفال کے ڈائریکٹر ڈاکٹر احمد الفرا نے تصدیق کی ہے کہ غذائی قلت اب بھی بچوں کی زندگیوں کے لیے ایک ہولناک خطرہ بنی ہوئی ہے، جبکہ اس کے ساتھ ساتھ متعدی اور ماحولیاتی امراض بھی تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں غزہ کی پٹی کی طبی صورتِ حال میں مسلسل گراوٹ بڑے انسانی المیے کو جنم دے رہی ہے۔ غذائی قلت کے کلینک نے محض ایک دن میں 75 بچوں کو طبی امداد کے لیے وصول کیا، جبکہ اس کی گنجائش انتہائی محدود ہے۔
- غزہ میں آبی بنیادی ڈھانچے کی تباہی کے باعث صاف پانی کی فراہمی بری طرح متاثر ہو چکی ہے، جبکہ ہزاروں خاندان بنیادی ضروریات سے محروم ہو رہے ہیں۔ اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو صورتِ حال مزید سنگین انسانی المیے میں تبدیل ہو سکتی ہے۔
- فلسطینی ڈاکٹر حسام اَبو صفیہ اس وقت اسرائیلی قید میں سنگین خطرات سے دوچار ہیں۔ وہ خدمت، قربانی اور صبر کی کہانی ہیں کیونکہ وہ اُن افراد میں شامل ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کو اپنا مشن بنایا، مگر آج خود آزادی سے محروم ہیں۔
- کچھ یہودی مظاہرین نے صہیونی ریاست کی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ایک ریلی میں اسرائیلی پرچم کو نذرِ آتش کیا، جسے مبصرین علامتی اور شدید ردِعمل قرار دے رہے ہیں۔ یہ احتجاج عکاسی کرتا ہے کہ خود اسرائیلی معاشرے کے بعض حلقوں میں بھی حکومتی اقدامات پر اختلافِ رائے اور ناراضی پائی جاتی ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **متحدہ عرب امارات: اوپیک اور اوپیک پلس سے علیحدگی:** اماراتی نیوز ایجنسی وام کے مطابق یو اے ای نے یکم مئی 2026ء سے اوپیک اور اوپیک پلس سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے۔ یو اے ای کا کہنا ہے کہ تنظیم میں شمولیت کے دوران انہوں نے سب کے فائدے کے لئے اہم کردار ادا کیا مگر اب وقت آ گیا کہ یہ توانائی اُن امور پر صرف کی جائے جو ہمارے قومی مفاد میں ہیں۔
- **امریکہ: ایران کو خدمات فراہم کرنے والی فضائی کمپنیوں پر پابندیاں:** وزیر خزانہ سکاٹ بیسنٹ نے خبردار کیا ہے کہ جو کمپنیاں ایران کی فضائی کمپنیوں کو خدمات فراہم کریں گی وہ امریکی پابندیوں کا سامنا کر سکتی ہیں۔ یہ اقدام اقتصادی پابندیوں کی مہم کا حصہ ہے۔ اس سے قبل بھی امریکا نے یکطرفہ طور پر ایران پر عائد پابندیوں میں توسیع کرتے ہوئے چین کی آئل ریفائنری اور انیس شپنگ کمپنیوں کو شامل کیا ہے جن پر الزام ہے کہ وہ ایرانی تیل کی ترسیل میں استعمال ہونے والے بحری جہازوں کی مالک ہیں۔
- **اسرائیل: دو سابق وزرائے اعظم کے نئے انتخابی اتحاد سے یاہو کو دھچکا:** اسرائیل کے دو سابق وزرائے اعظم نفتالی بینیٹ اور یائیر لیپڈ نے اپنی سیاسی جماعتوں کو ضم کر کے نیا انتخابی اتحاد بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ اتحاد کا بنیادی مقصد اکتوبر 2026ء میں ہونے والے عام انتخابات میں نیتن یاہو کی مخلوط حکومت کو شکست دینا ہے۔ بینیٹ نے کہا ہے کہ نئی پارٹی کو ٹوگیدر (Together) کہا جائے گا اور وہ اس کے لیڈر ہوں گے۔
- **برطانیہ: پاسداران کو دہشت گرد قرار دینے کے لیے قانون سازی کریں گے:** وزیر اعظم کیئر سٹارمر نے کہا ہے کہ برطانیہ پاسداران انقلاب کو دہشت گرد قرار دے گا، اس معاملے پر قانون سازی کریں گے۔ برطانوی اخبار کے مطابق چند یہودی گروہوں کے مطالبے پر ایسا کیا جا رہا ہے جبکہ ایرانی حکومت کے مخالفین بھی یہی چاہتے ہیں۔ اس سے قبل غیر ریاستی عناصر کو تو دہشت گرد کہا جاتا رہا ہے مگر کسی ملک کی فوج کو دہشت گرد قرار دینے کا یہ پہلا موقع ہوگا۔
- **صومالیہ: بحری قزاقوں کا آئل ٹینکر پر حملہ:** شپنگ ذرائع کے مطابق صومالیہ کے قریب سمندری حدود میں 'اونر 25' نامی جہاز پر بحری قزاقوں نے ایک آئل ٹینکر پر حملہ کر کے اس کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اس جہاز پر پاکستانی عملے کے 11 افراد بھی موجود تھے۔
- **یوکرین: سعودی عرب' قطر' یو اے ای یوکرائن سے مل کر ڈرون بنائیں گے:** یوکرائنی صدر زیلنسکی نے سعودی عرب' قطر اور یو اے ای تینوں ملکوں سے معاہدے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ممالک یوکرائن کے ساتھ مل کر ڈرونز بنائیں گے اور خلیجی ریاستوں کو جدید مہارت فراہم کرے گا۔ واضح رہے کہ عالمی دفاعی منڈی میں یوکرائن اور خلیج کا تعاون توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔
- **سعودی عرب: میوزیم میں متحدہ ہندوستان کا نادر 8 رخی قرآن مجید مرکزِ نگاہ:** مکہ مکرمہ کے شاہ فیصل سینٹر برائے ریسرچ اینڈ اسلامک اسٹڈیز میں قائم میوزیم آف قرآن کریم نے تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کا ایک انتہائی نادر اور منفرد قرآن مجید کا نسخہ نمائش کے لئے پیش کیا ہے جو اپنی غیر روایتی آٹھ رخی شکل اور برصغیر پاک و ہند سے وابستہ اپنی قدیم تاریخ کی وجہ سے زائرین اور محققین کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔ یہ نسخہ متحدہ ہندوستان میں تیار کیا گیا تھا، جہاں اُس دور میں خطاطی، آرائش اور جلد سازی کے فن اپنے عروج پر تھے۔ مصحف کا سائز نہایت چھوٹا ہے اور دورانِ سفر بہت آسانی کے ساتھ رکھا جا سکتا ہے، قدیم دور میں اسے حمائل کہا جاتا تھا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت
1kg
KLINIT
صفائی اور بچت ایک ساتھ
Multi Action
Power Magic
Detergent Powder
Colour Guard

میرا با اعتماد
انتخاب
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
A proud PAKISTANI brand
Net Weight 1kg
TWO IN ONE ACTION
Whiff
Detergent Powder
Cleans+Disinfects
Let your Clothes Smile!
LONG BAR
SUPER SAVING PACK
DISHWASH BAR
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.17

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore